عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (القرآن حکیم)

قریب ہے کہ کھڑا کردے تیرا رب تجھے مقامِ محمود میں

265

ع الٰہی عاقبت محمود گرداں

الحمد للہ والمنۃ - کہ رسالہ

محمودیہ

جس میں لسان اللہ، "حکیم الامت" امام ولی اللہ دہلوی کے ارشادات و

اور انقلابیت کی تعیین خود ان کی تصنیفات وغیرہ سے کی گئی ہے

از

امامِ انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

مع اردو ترجمہ مسمّی بہ

عبیدیہ

از شیخ بشیر احمد بی۔ اے، لودیانوی

ادارۂ حکمۃ اسلامیہ ۱۳- اردو بازار لاہور

بار دوم: ۱۰۰۰ سے شائع ہوا قیمت:- دو روپے پچاس پیسے

Marfat.com

Marfat.com

عَسٰیٓ اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (القرآن الحکیم)

قریب ہے کہ کھڑا کر دے تیرا رب تجھے مقامِ محمود میں

265

ع الٰہی عاقبت محمود گرداں

الحمد للہ والمنۃ - کہ رسالہ

محمودیہ

جس میں لسان اللہ حکیم الامت امام ولی اللہ دہلوی کے ارشادات و
اور انقلابیت کی تبیین خود ان کی تصنیفات وغیرہ سے کی گئی ہے

از

امامِ انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

مع اردو ترجمہ مسمّٰی بہ

عبیدیہ

از شیخ بشیر احمد بی۔ اے، لودیانوی

ادارۂ حکمتِ اسلامیہ ۲۸-اردو بازار لاہور

سے شائع ہوا قیمت: ۱ روپے پچاس پیسے بار دوم: ۱۰۰۰

Marfat.com

۲۹۷۶۶
۸۶۹ عی
۱۶۲۰۳
c12

جملہ حقوق بحق مترجم و مرتب محفوظ ہیں

DATA ... RED

ناشر ——— شیخ بشیر احمد بی۔اے لودیانوی
مقام اشاعت ——— ادارہ حکمتِ اسلامیہ ۴ ۔ اردو بازار لاہور
مطبع ——— اشرف پریس ۔ ایبک روڈ ۔ لاہور
تعداد ——— ایک ہزار
ایڈیشن ——— دوم
تاریخ اشاعت ——— ۱۹۶۸ء
قیمت ——— ۲٫۵۰ روپے
(دو روپے پچاس پیسے)

Marfat.com

فہرستِ مضامین

صفحہ	مضمون
۹	**عرضِ مرتب**
۱۸	دیباچہ از مولانا عبید اللہ سندھی
۲۴	**فائدہ اوّل :-**
	امام ولی اللہ قرب توحید کے مقام میں
۲۴	**فائدہ دوم**
	امام صاحب کی جامعیت
	عالمگیر انقلاب کی پیش گوئی
۲۸	**فائدہ سوم**
	امام صاحب قائم الزمان ہیں
	آنے والے انقلابات کا ڈراوا
۳۰	**فائدہ چہارم**
	امام صاحب لسان اللہ ذکی ، اور حکیم الامت ہیں۔
۳۲	**فائدہ پنجم**
	قائمیت کا خلعت
	امام صاحب کی خصوصیات
۳۴	**فائدہ ششم**
	اپنی نسل کے متعلق پیش گوئی
	یادداشت از مولینا عبید اللہ سندھی
۴۰	**فائدہ ہفتم :-**
	امام عبد العزیز کا قول

صفحہ	مضمون
	یادداشت از مولانا عبید اللہ سندھیؒ
۴۰	فائدہ ہشتم:-
	مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کے خیالات امام صاحبؒ کے متعلق۔
	یادداشت از مولانا عبید اللہ سندھیؒ
۴۲	فائدہ نہم:-
	مولانا شیخ الہند محمود حسنؒ کا قول
۴۲	فائدہ دہم:-
	حضرت میرزا مظہر جانجاناںؒ کا ارشاد امام صاحبؒ کے متعلق
۴۲	فائدہ یازدہم:-
	امام عبد العزیزؒ کا قول
۴۴	فائدہ دوازدہم:-
	امام صاحبؒ کی بلند مرتبہ دعاء (بطور خلاصہ)
۵۰	فائدہ سیزدہم:
	مفہمین کون ہیں؟
	مفہمین کا نفسیاتی تجزیہ
	مفہمین کی قسمیں
	۱- کامل
	۲- حکیم
	۳- خلیفہ
	۴- مؤید من اللہ
	۵- ہادی و مزکی
	۶- امام
	۷- منذر
	۸- نبی

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی دو حیثیتیں	
آنحضرت صلعم کی کامل جامعیت	
فائدہ چہاردہم ۱۴ :-	٥٦
۱- جادۂ قومیہ سے ناواقف لوگ۔	
۲- جادۂ قومیہ کے قریب پہنچنے والے لوگ۔	
۳- جادۂ قومیہ کے شناسا۔	
امام صاحب جادۂ قومیہ کے عالم ہیں۔	
امام صاحب کو نبی اکرم صلعم کے تبیان کا علم ہے۔	
امام صاحب کو صحابہ کرام کے ایضاح کا علم ہے۔	
امام صاحب کو مجتہدین متقدمین کی تشریح کا علم ہے۔	
امام صاحب کو مجتہدین متقدمین کے اقوال کی شرح کا علم بھی ہے	
وہ ان سب کا ربط بھی جانتے ہیں	
رائے کی حقیقت	
سنت ظاہرہ	
فصل	
علم شریعت کی دو قسمیں	
جادۂ قومیہ میں اختلافات	
اختلاف کے چار درجے :-	
۱- اختلاف مردود نامقبول	
۲- اختلاف مردود مقبول	
۳- اختلاف مقبول محمود	
۴- اختلاف تقلیدی	

Marfat.com

صفحہ	مضمون
	مذاہب اربعہ کا ظاہر اور نشانہ
	حنفی، مالکی، شافعی۔
	شریعتِ مصطفویہ کا ظاہر اور نشانہ
	ظاہر شریعت کے درجات
	۱۔ قرآن حکیم
	۲۔ موطا امام مالک اور صحیحین
	۳۔ تعامل اہل مدینہ
	۴۔ کتبِ مشہورہ
	عذر کے درجات
	اختلافِ محمود
	اختلاف کے وقت کیا کیا جائے؟
	فصل
	کتبِ ضروریہ
	حضرت امام صاحب کا مقام
٨٠	فائدہ پانزدہم ۱۵ :-
	اہل اعراف کی قسمیں
	۱۔ (الف) مقامِ دعوت سے دور رہنے والے۔
	ب۔ وہ جن کو ان کی زبان میں تبلیغ نہیں ہوئی۔
	۲۔ ناقص العقل لوگ۔
٩٤	فائدہ شانزدہم ۱۶ :-
	انسانی حاجتیں درحقیقت حیوانی حاجتیں ہی ہیں۔
	انسانیت کے تین خاص نکتے

Marfat.com

مضمون	صفحہ
۱۔ رفاہ عام کا تخیل۔	
۲۔ حب جمال	
۳۔ مادۂ ایجاد و تقلید	
ارتفاقات کی پیدائش	
اختلاف ارتفاقات کے اسباب۔	
ارتفاق کی دو حدیں	
ارتفاقِ اول	
ارتفاقِ دوم	
ارتفاق سوم	
ارتفاق چہارم	
قومی مزاج اور خلافت	
فائدہ ہفدہم ۱۷۔	۹۴
بدور بازغہ میں بحث ارتفاقات	
ارتفاق اول	
ارتفاق دوم	
ارتفاق سوم	
ارتفاق چہارم	
ارتفاقات کی بنیاد	
ارتفاقات میں اتحادِ اقوام	
فائدہ ہژدہم ۱۸۔	۱۰۰
ارتفاقات تمام اقوام میں پائے جاتے ہیں۔	
اصول و فروع ارتفاقات	
مخالفین ارتفاقات کی حیثیت	

مضمون	صفحہ
فائدہ نوازدہم ۱۹ :-	۱۰۴
ارتفاقات پر اصولی اتحاد کیوں ہے؟	
فائدہ بستم ۲۰ :-	۱۰۶
شہری زندگی کی تباہی کے اسباب	
۱- پیشوں کی غلط تقسیم	
۲- عیش پسندی کی ترویج	
ان کے نتائج	
ایران کی مثال	
فائدہ بست ویکم ۲۱ :-	۱۱۰
ایرانی سوسائٹی کی بربادی کے اسباب پر تفصیلی نظر	
اٹھارویں صدی عیسوی کی دلّی کی حالت	
ٹیکسوں کی بھرمار	
عوام کی حالت	
انسانی معاشرت پر خطرناک اثر	
بیکاری کی مصیبت	
اس کا نتیجہ ۱- اخلاقی بربادی	
ایک مثال	
عیاشانہ زندگی کا انجام: انقلاب	
فائدہ بست ودوم ۲۲ :	۱۱۸
نبی کریم صلعم کی دو خصوصیتیں	
فائدہ بست وسوم ۲۳ :	۱۲۲
ملک میں فساد کے دو سبب	

Marfat.com

عرضِ مُرتّب

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی نوّر اللہ مرقدہٗ قدرت سے وہ دل و دماغ لے کر آئے تھے جو بہت کم انسانوں کو نصیب ہوتا ہے چنانچہ مولانا حسین احمد صاحب مدنی اپنے ایک مضمون میں فرماتے ہیں کہ:-

"مولانا عبید اللہ صاحب مرحوم ذکی الطبع اور سمجھ بوجھ والے جفاکش اور محنتی ابتداءِ عمر سے واقع ہوئے تھے ...... حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ العزیز ان کی ذکاوت اور علمی دلچسپی اور استقامت ہی کی بنا پر ان سے بہت زیادہ مانوس رہتے تھے۔"

"زمزم" ۱۹ مارچ ۱۹۴۵ء

"بچپن ہی میں اسلام قبول کرنے کے بعد دیوبندی مسلک پر قرآن حکیم، حدیث، فقہ فلسفہ وغیرہ کا مطالعہ کیا۔ جس میں دیوبندی سیاست سے بھی آپ کا خاص تعلق پیدا ہو گیا چنانچہ اس سلسلے میں آپ کو اپنے استاذِ جلیل حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسن قدس سرہ العزیز کے ایماء پر ۱۹۱۵ء میں افغانستان جانا پڑا۔ وہاں سے چند سال کے قیام کے بعد نکلے تو روس سے ہو کر گزرنا پڑا۔ اس سفر کے دوران میں حضرت مولانا نے روس کے اس وقت کے نئے انقلاب کا بھی گہری نظر سے مطالعہ کیا۔ اور اس انقلاب کی لادینیت کے خطرے کو اس قدر محسوس کیا کہ اپنے نفاذِ اسلام کے پروگرام کو جسے لے کر آپ ہندوستان سے نکلے تھے چھوڑ کر اس فکر میں لگ گئے کہ انسانی فطرت کے اس طبعی تقاضے ——

Marfat.com

مذہبیت ـــــ پر اس نئے انقلاب کا جو تباہی انگیز اثر پڑ رہا ہے، اُس کا سدِ باب کس طرح کیا جائے ۔

وہ سکھ دھرم سے تو پیدائشی تعلقات کی بنا پر واقف ہی تھے، گو اس کا چولا اپنے قامتِ بالا پر تنگ پا کر اُتار چکے تھے، لیکن اب ان کا محبوب اسلام ہی، جس کی خاطر وہ برسوں سے مصائب برداشت کر رہے تھے اور جس میں اُنہیں انسانیت کی نجات نظر آتی تھی، خطرے میں پڑ گیا تھا۔ انہوں نے روسی اشتراکیت کے مطالعے کے بعد اس کے دو بنیادی اصول معین کر دیے :-

۱- سرمایہ داری کا استیصال

۲- لامذہبیت

اب جو انہوں نے اسلام کی ترجمانی کرنے والے مختلف مسالک کا تجزیاتی مطالعہ کیا، تو حجۃ اللہ علی العالمین حضرت امام الحکمۃ امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو اپنی اس وقت کی پوزیشن میں کافی اطمینان بخش پایا۔ چنانچہ وہ روس سے نہ صرف اپنا ایمان سلامت لے آنے میں کامیاب ہوئے بلکہ جن روسی رہنماؤں سے عرصے تک مکالمات ہوتے رہے، انہیں بھی ایک حد تک اسلام کی برتری کے قائل کرنے میں کامیاب ہو گئے ۔

امام ولی اللہ کے ذریعے سے اس عظیم الشان کامیابی کے حصول نے اُن کی آنکھیں کھول دیں۔ اگر وہ پہلے حضرت امام الحکمۃ کو محض ایک فلسفی سمجھتے تھے، تو اب انہیں ایک مجدد سمجھنے پر مجبور ہو گئے، جو اس دور کے لیے ایک پیام لے کر آئے تھے ۔

جب حضرت مولانا ترکی میں مقیم ہوئے، تو انہیں اپنے گزشتہ تجربات پر غور و فکر کرنے کا موقع ملا۔ یہاں انہوں نے ترکی کے انقلاب کا بھی بہت گہرا مطالعہ کیا۔ اور اس میں بھی لادینیت کے جراثیم پائے۔ اب یہ شعلہ نشاں مسئلہ پوری قوت کے ساتھ ان کے سامنے آ گیا کہ جس لادینی انقلاب کے ساتھ ہماری مذہبیت اور ترکی کی صدیوں

Marfat.com

کی سیاست نہ ٹھہر سکی۔ اس کا سد باب کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ امام ولی اللہ دہلوی کے مطالعے کے بعد ایک گونہ اطمینان ہو چکا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مسئلے کی اہمیت بھی پوری شدت کے ساتھ ان کے سامنے آ گئی تھی۔

آخر مکہ مکرمہ کے ... سال کے قیام میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اس لادینی سیلاب میں اپنے آخری سہارے یعنی حکمۃ امام ولی اللہ دہلوی کا ہر پہلو سے مطالعہ کیا۔ کیا یہ حکمۃ اسلام کی پوری ترجمانی کرتی ہے؟ کیا یہ حکمۃ انسانیت کے مختلف طبقات میں کوئی ربط پیدا کرتی ہے؟ کیا یہ حکمۃ تاریخ انسانیت کے مختلف ادوار میں کوئی تناسب قائم کرتی ہے؟ کیا یہ حکمۃ انسانیت کے طبعی تقاضوں کو سمجھتی اور انہیں پورا کرتی ہے؟ اور کیا یہ حکمۃ دور حاضر کے مسائل حل کرتی ہے؟ یہ اور اسی قسم کے خدا جانے کتنے سوالات حضرت مولانا کے ذہن میں آتے جن کے حل کے لیے انہوں نے حکمۃ ولی اللّٰہی کو اچھی طرح اور پوری طرح کھنگالا۔[1] اور اس سلسلے میں انہیں جس جس چیز کی ضرورت پیش آئی بالعموم قدرت خداوندی اس کی فراہمی کا سامان ساتھ ساتھ کرتی رہی۔ یہاں تک کہ آپ حکمۃ ولی اللّٰہی کے حافظ ہو گئے۔ چنانچہ مولانا حسین احمد صاحب مدنی مذکورہ بالا مضمون ہی میں فرماتے ہیں:

> "ابتداء ہی سے ان کو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خاندان کے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصانیف سے بہت شغف تھا۔ مرحوم ان کتابوں اور رسائل کو بغور اور بہ دقت کے ساتھ مطالعہ کیا کرتے تھے تا اینکہ اکثر مضامین ان کتب کے ان کو ازبر ہو گئے تھے۔"

اب انہیں اس مطالعے سے اپنے تمام سوالات کے جوابات مل گئے اور نہایت

---

[1] حضرت مولانا کے اس شغف کا یہ عالم تھا کہ انہیں حضرت حکیم الامت امام ولی اللہ دہلوی کی ...

Marfat.com

نسلی بخشش مل گئے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ :-

حکمت ولی اللہی اسلام کی پوری پوری ترجمانی کرتی ہے۔ لیکن صرف اس دور کی جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے شروع ہو کر امیر المومنین حضرت عثمان رضؓ خلیفہ سوم کی شہادت پر ختم ہوتا ہے۔

یہ حکمت انسانیت کی وحدت کامل کی مدعی ہے۔

حاشیہ ص ۱۱ :- دہلویؒ کی کتابوں کے مضامین مستحضر رہتے تھے چنانچہ مولانا نور الحق صاحب علوی مرحوم سابق پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور کا بیان ہے کہ :-

"۱۹۴۱ء میں مجھے رسالہ "سمعات" از حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ کے ایڈٹ کرنے کا خیال پیدا ہوا مجھے معلوم تھا کہ مدرسہ دار الرشاد گوٹھ پیر جھنڈا ضلع حیدر آباد سندھ میں اس کتاب کا ایک قدیم مطبوعہ نسخہ موجود ہے۔ مولانا مرحوم اسوقت دار الرشاد میں مقیم تھے۔ میں نے اس نسخے کے لیے مولانا مرحوم کو لکھا۔ آپ نے وہ نسخہ مجھے بھیجدیا۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں بھی اس کی ایک قلمی نسخہ تھا جسے مولوی شاہ سرفراز علی صاحب سندیلی نے محرم الحرام ۱۳۰۱ھ میں ختم کیا۔ ہر دو نسخوں کو سامنے رکھ کر میں نے کتاب مذکور کو مرتب کرنا شروع کیا۔ مطبوعہ نسخے کے آخری حصے میں ایک مقام پر تقریباً بقدر ایک سطر بیاض تھا۔ جسے اہل مطبع نے چھوڑ دیا تھا۔ اس سے ذرا نیچے دو تین سطریں بعد دو تین الفاظ کا دوسرا بیاض تھا۔ ان ہر دو بیاضوں کو حضرت مولانا مرحوم نے کسی گذشتہ زمانے میں اپنے مطالعے کے وقت اپنے قلم سے پُر کیا ہوا تھا۔ میں مولانا مرحوم کا خط بھی پہچانتا ہوں۔ اور میں نے مولوی سرفراز علی صاحب کے نسخے میں جب دیکھا تو مولانا نے جن جملوں سے ہر دو بیاض پُر کئے تھے تقریباً وہی الفاظ نسخہ سندیلیہ میں بھی تھے اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ یا تو مولانا کو شاہ صاحب کی کتابیں ازبر ہیں یا قوت حدس اس مقام تک ترقی کر چکی ہے۔ جہاں سے شاہ صاحب اخذ کرتے ہیں۔

یہی حال رسالہ "سطعات" کے پڑھتے وقت ہوا میں نے دیکھا "سطعات" کا مطبوعہ نسخہ نہایت غلط بلکہ مسخ شدہ تھا۔ مگر حضرت مولانا بلا تکلف ان اغلاط کی تصحیح کرتے جاتے تھے ۲۵ سنہ ہجری

Marfat.com

یہ حکمت تاریخ انسانیت میں نہایت اطمینان بخش ربط پیدا کرتی ہے اور ساری تاریخ انسانیت کو ایک وحدت سمجھتی ہے۔ جس کے مختلف اجزا کی تاریخیں حصہ ہیں۔ بلکہ ہر دور کی حکمت جداگانہ معین کر کے ان سب حکمتوں کو ایک کُل کا جزو بناتی ہے۔

یہ حکمت انسانیت کے طبعی تقاضوں کو خوب سمجھتی ہے اور انہیں کامل طور پر پورا کرتی ہے

یہ حکمت نہ صرف دورِ حاضر کے موجودہ مسائل حل کرتی ہے۔ بلکہ انسانیت کے خاتمے تک کے مسائل کے حل کی طرف واضح اشارات کرتی ہے۔

یہ حکمت کائنات، انسانیت اور انسان کا ایسا تجزیہ کرتی ہے کہ ان کے تمام اجزا نہایت خوبصورتی کے ساتھ باہم مربوط نظر آتے ہیں اور اس کے ذریعے سے ساری دنیا کی اقوام آپس میں مل سکتی ہیں۔

یہ حکمت اسلام کے مختلف مسالکِ فکر میں بھی ایک ربط پیدا کرتی ہے۔

ان سب باتوں کے مطالعے کے بعد حضرت مولانا نے حتمی اور یقینی طور پر سمجھ لیا۔ کہ حکمت ولی اللہی کے دو بڑے اجزا حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ سرمایہ داری کا قطعی استیصال۔ اور

۲۔ اس کے ساتھ دینیت کا ربط

ان عظیم الشان حقائق کے معلوم ہونے کے بعد ناممکن تھا، کہ حضرتِ مولاناؒ جیسا حکیم مزاج حکمت شناس انسان امام ولی اللہؒ دہلویؒ کی حکمت عالیہ کا داعی نہ بن جاتا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا بھی۔ یہاں تک کہ انہوں نے اواخر ۱۹۳۹ء میں اپنے عزیز دوست مولانا غلام رسول صاحب مہرؔ (مدیر "انقلاب" لاہور) کو خود نوشت حالات لکھ کر بھیجے ان میں امام الحکمۃ، امام ولی اللہ دہلویؒ کو حکمۃ میں "مجتہد مستقل" قرار دینے کے بعد لکھا کہ ہند میں آنے کے بعد

"میرا محبوب مشغلہ فلسفہ امام ولی اللہ کی [illegible] اشاعت ہوگا"

اور پھر ہند میں واپس تشریف لانے[1] کے چار ہی ماہ بعد جمعیت علماء بنگال کے اجلاس میں جو خطبہ دیا[2] اس میں یہ بھی فرمایا کہ:۔

"آج میں یہ تقریر کرنے کے لیے آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہوں کہ امام ولی اللہ دہلوی کی حدیث و فقہ میں جس قدر ضرورت ہے، اُس سے زیادہ ہم ان کی حکمت و فلسفہ و سیاست سمجھنے کے محتاج ہیں۔ میرا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ یورپ کا فلسفہ سمجھنے کے لیے اور انقلابی سیاست پر قابلیت کے ساتھ غور کرنے کے لیے یا اپنی قومی اور مذہبی خودی قائم رکھنے کے لیے اس امام کی کتابوں کی بے حد ضرورت ہے اس کا بدل کوئی دوسرا مصنف نہیں کر سکتا۔"

اس کے بعد آپ نے ہند میں ہر مجلس میں، ہر جلسہ میں، ہر درس میں، ہر ملاقات میں، غرض ہر جگہ اور ہر وقت یہی ایک نکتہ یعنی ایک حکمت پیش کی۔ لیکن جن لوگوں نے امام ولی اللہ کا مطالعہ اتنا اور اس طرح نہیں کیا جتنا اور جس طرح حضرت مولانا مرحوم نے کیا تھا، وہ پہلے پہل آپ کی باتوں پر حیران ہوئے۔ پھر کچھ چیں بہ جبیں ہوئے۔ یہ دو قسم کے لوگ ہیں:۔

۱۔ وہ لوگ جو امام ولی اللہ کو صرف ایک بڑے عالم کی حیثیت سے مانتے ہیں لیکن ردّ و قبول کا فیصلہ خود اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں۔

۲۔ وہ لوگ جو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے اتباع میں امام ولی اللہ کے اصول کو کامل طور پر بلا شرط و استثنا مانتے ہیں۔

حضرت مولانا مرحوم نے اوّل الذکر لوگوں کو کبھی مخاطب نہیں بنایا۔ اس لیے اگر

---

[1] بندہ گاہ کراچی میں ۷ مارچ ۱۹۳۹ء کو نزول فرمایا (مرتّب)

[2] یہ خطبہ ۳ جون ۱۹۳۹ء کو دیا۔

وہ اُن باتوں کو نہیں مانتے جو مولانا عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ امام ولی اللہ دہلوی کی ہیں، تو ان سے فی الحال تعرض نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جو لوگ امام ولی اللہ دہلویؒ کے اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان پر حضرت مولاناؒ کی طرف سے اِتمامِ حجت کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ حضرت مولاناؒ نے اس مختصر رسالے میں یہ دکھایا ہے کہ امام ولیؒ اللہ دہلوی کیا کہتے ہیں اور ان کے اوّلین معتقدین نے آپ کو کیا سمجھا۔ اس سلسلے میں مولانا مرحوم نے نہ صرف خود حجۃ اللہ علی العالمین، امام الحکمۃ، امام ولی اللہ دہلویؒ کی کتابوں سے اقتباسات پیش کئے ہیں، بلکہ ان کے ماموں زاد بھائیؒ شاہ محمد عاشق پھلتیؒ ان کے فرزندِ جلیل امام عبد العزیزؒ اور ان کے پوتے حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کے خیالات بھی ان کے متعلق پیش کر دیے ہیں۔ اور ایک اقتباس تحریک ولی اللّٰہی کے فاتح دورِ سوم حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن کا بھی دے دیا ہے تاکہ اس دور کا رابطہ پہلے دو ادوار کے ساتھ قائم ہو کر ثابت ہو جائے کہ یہ سلسلۃ الذہب امام الحکمۃ، حکیم الامّت کو کس نظرِ وقعت سے دیکھتا ہے۔

اس رسالے کے مطالعے کے بعد کسی شخص کو یہ کہنے کی قطعاً گنجائش نہیں رہے گی کہ امام ولی اللہ دہلویؒ کچھ اور تھے اور مولانا عبید اللہ سندھیؒ انہیں کسی اور ہی رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ اب جو لوگ حضرت امام ولیؒ اللہ دہلویؒ کو مانتے ہیں، انہیں اُن کو اُن خیالات کے ساتھ ماننا پڑے گا، جو مولاناؒ پیش کرتے ہیں۔ اس طرح ان پر خدا کی حجت تمام ہو جائے گی۔ اور جو لوگ حضرت حکیم الامّت امام ولیؒ اللہ دہلویؒ کو خصوصاً اور کاملاً مانتے ہیں، ان کا راستہ صاف

نظر آجائے گا۔ واللّٰہ المستعان۔

۱۱ رجب المرجب ۱۳۶۴ھ ہجری المقدس

۲۲ جون ۱۹۴۵ء

بشیر احمد بی۔اے لودیانوی
معتمد خصوصی حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ
بیت الحکمۃ، لاہور

Marfat.com

رسالہ

محمودیہ

مع اردو ترجمہ مسمّی بہ

عبیدیہ

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وسلامٌ على عباده الذين اصطفى

أمّا بعدُ فهذه رسالةٌ مشتملةٌ على فصولٍ مهمّةٍ من كلام
الإمام ولي الله الدهلوي قدس الله سره العزيز ورفع درجاته
في العليّين، لتعريف الناس بإرشاده وتقريب أذهانهم إلى دعوته.

فزماننا هذا زمانُ انتقالٍ من دورٍ إلى دورٍ فقد انقضى دورُ
الملوكية التي أسّسها السلاطين من عصر السلطان محمود
الغزنوي والسلطانِ محمد الغوري إلى زمان السلطان شاهجهان
والسلطان عالمگير أنار الله براهينهم وبدء دور القومية والثورة
البرلمانية في البلاد الشرقية عمومًا وفي بلادنا خاصّةً بعد نضج تلك
النظريةِ في البلاد الغربيةِ عمومًا وفي البريطانيّة خاصّةً.

وقد عرف من تعمّق في مطالعة التاريخ وفلسفته أنّ طائفةً
من العلماء والأمراء كانوا قد تهيّئوا لقبول نوعٍ من نظام الجمهورية
الانقلابية قبل سقوط الدولة الهندية، لكن غباوة عامة
المكتسبين ودعاية الرأسماليين المتغلّبين نوّمت عوامّ بلادنا فلم تتكلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد یہ رسالہ حضرت حکیم الہند امام ولی اللہ دہلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز ورفع درجاتہ فی العلیین، کی کتابوں کے محض اہم اقتباسات پہ مشتمل ہے اس کے ذریعے سے اہل ہند کو یہ جتانا مقصود ہے کہ حضرت حکیم الہندؒ کس راہ کی طرف ہدایت فرماتے تھے تاکہ لوگوں کے ذہن ان کی دعوت کے سمجھنے کے قابل ہو جائیں +

ہم اس وقت زمانہ مرور میں ہیں۔ تاریخ ہند میں ملوکیت کا جو دور سلطان محمود غزنوی (المتوفی ۴۲۱ھ) اور سلطان محمد غوری (المتوفی) سے شروع ہو کر سلطان شاہجہان (المتوفی ۱۰۷۶ھ) اور سلطان اورنگزیب عالمگیر (المتوفی ۱۱۱۸ھ) تک رہا وہ اب بالکل ختم ہو چکا ہے اور قومیت (NATIONALISM) اور شورائیت (DEMOCRACY) کے جو اصول مغربی ممالک میں بالعموم اور برطانیہ میں بالخصوص پختہ ہو چکے ہیں، وہ اب مشرقی ملکوں میں خاص کر ہند میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ تاریخ ہند کے واقعات اور ان واقعات کے پیدا کرنے والی قوتوں پر غور کرنے والوں کو معلوم ہے کہ ہمارے اہل علم اور صاحب امر لوگوں کی ایک جماعت دولت ہندیہ کی بربادی سے پہلے اسی قسم کے جمہوری اور انقلابی نظام کو اہل ہند میں مقبول بنانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن بدقسمتی سے ہمارے محنت کش طبقے کی کم فہمی اور کند ذہنی اور سرمایہ دار حکمرانوں کے پروپیگنڈہ نے ہمارے ملک کے عوام کو خواب غفلت میں مبتلا کر دیا۔ جس سے ان کی آنکھ دولت عثمانیہ

Marfat.com

الانتباه الّا بعد سقوط الدولة العثمانية +

ثمّ انّ نظرية الجمهورية لمّا ارتقت بالتدريج الطبعی فی اروبا وما حولها فکل ملّة تنبهت من الشرقيين مثل روسيا ويابان ثم ترکيا وايران لم يکن لها بدٌّ من تقليد اروبا فی النظام العسکری والصناعی والبرليمانی فنحن اذا اردنا تنظيم نهضة ملية هندية لا نقدر علی مخالفة اروبا ومن تبعهم کلهم +

وبعد ذلک قد عرض لنا فی زماننا عارض ادهش افکارنا هوانّ دعاة الجمهورية من الاروباويين عامتهم ينفون الدين راسا، فبقينا فی حيرة لانّ التاخر عن الانقلاب ينتج الذلة والهوان والتقدم علی منهجهم يفضی الی هدم الدين

وبعد ما کابدنا مشقة شديدة فی مطالعة تاريخ من تقدم علينا حصل لنا اليقين بانّا للخروج من تلک الحالة الحائرة الموصلة الی الياس او الفجور فی حاجة شديدة الی تعيين امام من ائمة الدين يهدی الی الرشد نقتدی به فی ادوار الانقلاب التی طرء علينا +

ومن اجلی البديهيات عند من حصل له تجارب الحرکات الانقلابية انّه لا يصلح لهذا المنصب الجليل الّا من يکون

Marfat.com

کے سقوط تک نہ کھلی +

چونکہ نظریۂ جمہوریت کا آغاز یورپ میں ہوا، اور وہاں وہ طبعی طور پر رفتہ رفتہ ترقی پذیر ہوا۔ اس لیے مشرقی لوگوں میں سے جو بھی بیدار ہو گئے مثلاً روس اور جاپان، اور ٹرکی اور ایران، ان کے لیے اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا کہ عسکری، صنعتی، اور شورائی (DEMOCRATIC) نظاموں میں یورپ ہی کی پیروی کرتے۔ اور اب جب ہم ہند میں ملّی بیداری کا کام شروع کرتے ہیں تو لامحالہ یورپ اور اس کے متبّع ملکوں کی مخالفت کرنے کی کوئی راہ نہیں پاتے +

زمانۂ حال میں ہمارے سامنے ایک اور دہشت ناک حقیقت ظاہر ہوئی ہے۔ جس نے ہمارے افکار پر خوف و ہراس طاری کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جمہوریت (DEMOCRACY) کے عام یورپی مبلغ دین کا سرے سے انکار کرتے ہیں۔ اب ہمارے لیے ایک معمّہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ اگر انقلاب سے پیچھے رہیں تو ذلت اور خواری میں مبتلا ہوں۔ اور ان جمہوریت پسندوں کے نقشِ قدم پر چلیں تو اپنے ہاتھوں دین کی جڑیں کھود دیں +

عہدِ گزشتہ کی تاریخ کا نہایت گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں پورا پورا یقین ہو چکا ہے کہ اس حیران کن حالت سے جو مایوسی اور قعود و جمود تک پہنچ چکی ہے، نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ ہم تسلیم کر لیں کہ ہمیں اپنے دینی اماموں میں سے ہی ایسے امام کو اپنا مقتدا بنانے کی اشد ضرورت ہے، جس کی پیروی کر کے ہم اس انقلاب سے جس میں ہم مبتلا ہیں، صحیح سالم نکل آئیں +

جن اصحاب کو انقلابی تحریکات (REVOLUTIONARY MOVEMENTS) کا تجربہ ہے

Marfat.com

عارفاً کاملاً فی المعرفة الالٰهیة، محققاً اماماً فی العلوم
الشرعیة ماهراً فی الحکمة العملیة +
ویکون مع ذلک ممن نشأ فی بلادنا فی عصر الاضطراب
السیاسی وتربّی فی هیئة اجتماعیة انتظمت فی عهد من کان خاتم
السلاطین ومؤسس اجتماع یتکفل بتجدید الدین اعنی
السلطان محی الدین محمد عالمگیر لیتکامل رسوخه فی معرفة
اسباب مرض اجتماعیتنا العامة والخاصة بالتجربة والمشاهدة
فنحمد ربّنا الرحمٰن حمداً کثیراً اذ هدانا الی امام تؤتمّ بالفعل
المشهور فی الوری ومن الردیف وقد رکبت غضنفراً وهو امام
ائمتنا الذین اخذنا عنهم علوم الدین ومعارف عامةً والتاریخ
الاجتماعی الهندی خاصةً وهم تحزّبوا علی نظریات ذلک الامام
امام الانقلاب فی الالف الثانی وعملیاته ومنتهی سلسلة
اجتهادهم وجهادهم کابراً عن کابر رضی الله عنهم +
فلخّصنا فوائد من تصانیف امامنا الامام ولی الله واتباعه
المحققین تشرح اصول حکمته وتبشّر بامامته وذکّرنا تلک
الفوائد فی رسائل متعددة قدّمنا منها رسالة سمّیناها محمودیة
تیمّناً بالانتساب الی شیخنا شیخ الهند مولانا محمود حسن
الدیوبندی والله سبحانه وتعالی هو الموفق والمعین -
عبید الله سندھی گوٹھ پیر جھنڈا حیدرآباد سندھ   ۱۶۲۰۳

Marfat.com

ان کے نزدیک یہ امر ابتدائی مسلمات میں سے ہے کہ اس منصبِ جلیل کے لیے وہی شخص موزوں ہو سکتا ہے، جو معرفتِ الٰہی میں عارفِ کامل، شرعی علوم میں محقق امام اور حکمتِ عملی کے میدان کا شاہ سوار ہو۔ اور ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ وہ ہمارے ملک کے سیاسی اضطراب کے دور میں نشو و نما پایا ہوا ہو۔ اور دولتِ ہندیہ کے آخری سیاستدان پادشاہ اور دین کی تجدید کرنے والے اجتماع کے بانی یعنی سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیرؒ کے عہد میں جو ہیئتِ اجتماعیہ وجود میں آئی، اُس سے تربیت یافتہ ہو، تاکہ اُسے اپنے ذاتی تجربے اور مشاہدے کی بنا پر ہماری خاص اور عام اجتماعیت کے امراض کا پورا پورا علم حاصل ہو چکا ہو۔

ہم اللہ تعالیٰ کی بے حد حمد و ستائش کرتے ہیں، کہ اس نے ہماری رہنمائی اُس امام عالی مقام کی طرف کی، جو خود کہتا ہے ع وَمِنَ الوَدِیعَۃِ وَقَدْ دَکِبْتَ غَضَنْفَرًا[1]

ہم نے جن اماموں سے دینی علوم اور خداشناسی کے طریقے اور خصوصاً ہندوستان کی اجتماعی تاریخ سیکھی ہے وہ ان اماموں کے امام حکیم الہند امام ولی اللہ دہلویؒ ہیں۔ ہمارے ان اماموں نے دوسرے تجربی ہزار کے اس امام انقلاب کے نظریات و عملیات پر ایک جماعت (PARTY) تیار کی اور اُن کے اجتہاد اور جہاد کا سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ جاری رہا۔

ہم نے امامِ انقلاب حکیم الہند امام ولی اللہ دہلویؒ کی تصانیف میں سے اور ان کے محقق پیروؤں کی کتابوں میں سے کچھ رسائل جمع کیے ہیں جو امام موصوف کی حکمت کے اصول کی تشریح کرتے ہیں اور جو امام محمود کی امامت کی بشارت دیتے ہیں ان رسائل میں سے یہ پہلا رسالہ ہے جس کا نام ہم نے اپنے استاذ جلیل شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے نامِ نامی و اسمِ گرامی پر "محمودیہ" رکھا ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ ھو الموفق والمعین۔

(امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ)
گوٹھ پیر جھنڈا - حیدرآباد - سندھ

---

[1] تم شیر کی پشت پر سوار ہو۔ کس کا دل گردہ ہے کہ تمہارے پیچھے اس شیر کی پشت پر بیٹھے!
(حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۲)

Marfat.com

مقدمۂ اُولیٰ فی تبشیر امامنہ

(فائدہ[1]) قال الامام ولیّ اللہ فی الخیر الکثیر[2] اما قرب الوجود فانفهامہ الرجل تحت العین وبقاءہ کما کان فی الازل فی غایة من القرب الذاتی.. وبعد مضی الف ومائة من الهجرة مال رجل منهم الی هذا النوع من الکمال، فکان امام المتقین وعصام الحکماء وترجی من اللہ سبحانہ ان یجعلہ خاتم الحکماء المعصومین ولعلّ دعوتہ قد اُجیبت انّ الفضل بید اللہ سبحانہ +

کان شدید الجذب[2] قوی الانسلاخ[3] سریع السیر صحیح النظر فلما تفطّن بالعین[4] ووضح لہ طریق الانفهام فیها قیل لہ من باطنہ خُذ هذا فانها اقصی ما یمکن فی هذا الزمان من الکمال واصح واوفق لما هو المطابق للواقع فکانت لہ اُوقات تبقی عینہ کما کانت فی الازل فرزق بذلک السیادة الباطنیة والعصمة والحکمة والحمد للہ ربّ العٰلمین انتهی۔

(فائدہ[2]) قال الامام ولیّ اللہ فی "التفهیمات الالٰهیة"[5]: فقد...

---

[1] فی ص۶۱ من الخزانة الرابعة [2] فی ص۴۹ من الجلد الثانی للتفهیمات [3] فی ص۵۹ من الخزانة الرابعة [4] فی ص۵۹ من الرابعة وفی - من الجلد ۲ للتفهیمات [5] جلد دوم ص۱۲۰

Marfat.com

فائدہ اوّل: حضرت حکیم الہند امام ولی اللہ محدث دہلوی اپنی تصنیف "الخیر الکثیر" میں فرماتے ہیں کہ:

امام ولی اللہ قرب الوجود کے مقام میں

"قرب وجود کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا وجود اس کے نفس روحانی کے بالکل تابع ہو جائے اور خدا تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قرب ہو کر اسی طرح باقی رہے جس طرح وہ انسان ازل میں تھا۔ ہجرت سے گیارہ سو سال کے بعد جو شخص اس درجۂ کمال کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ امام شفیق اور مصاحب حقیقت بنایا گیا ہے ... سے امید ہے کہ آپ سے معصوم حکماء میں سے بنائے اور امید ہے کہ اس کی دعا قبول ہوئی ہے کیونکہ فضل وکرم اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

اس کے انتخاب کا سبب یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف بہت زیادہ متوجہ ہے اس کی ملکیت پر بہیمیت کا کوئی اثر نہیں۔ وہ راہِ حقیقت نہایت سرعت سے طے کر رہا ہے اور اُس کی نگاہ دُوربین نہایت صحت کے ساتھ دیکھتی ہے۔ جب اس نے اپنے نفس کو سمجھا تو اسے اُس عین میں فنا ہونے کا ایک طریق واضح ہو گیا۔ اور اسے اس کے رب سے آواز آئی "یہ بات اچھی طرح سمجھ لے کیونکہ اس زمانے میں جتنا بڑے سے بڑا کمال ممکن ہو سکتا ہے وہ یہی ہے۔ اور یہی امر سب سے زیادہ صحیح اور مطابق واقع ہے۔ اب اُسے چند ایسے ملنے لگے جب اس کا یقین دلیا ہی رہتا تھا۔ جیسا ازل میں تھا۔ اس کی وجہ سے اُسے باطنی سرداری اور نعمت اور حکمت عطا کی گئی۔ الحمد للہ رب العالمین حق حمدہ۔"

فائدہ دوم: امام ولی اللہ دہلوی "تفہیمات الالٰہیہ" میں فرماتے ہیں کہ:

امام صاحب کی جامعیت "مجھے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام سمجھایا ہے

لہ خدا کے سلسلۂ جناب دہلی کے ذرّے سے صحیح النسانیت کے اصول پر کام کرنے والوں کے رہنما لہ حکمت کے ماہروں کے پشت پناہ ۱۲

ربیّ جلّ جلالہ انّک انعکس فیک نورُ الاسمین الجامعین نور الاسم المصطفوی والاسم العیسوی علیہما الصلوات والتسلیمات فعسیٰ ان تکون سادًّا الاُفق الکمالی غاشیًا لاقلیم القرب فلن یوجد بعدک مقرب الّا ولک دخلٌ فی تربیتہٖ ظاھرًا وباطنا حتیّ ینزل عیسیٰ علیہ السّلام +

وعسیٰ ان ینزل علیک الحق فاکًّا لنظام العالم کما تنزل الصّاعقۃُ فتدکّ وتسمع کُلّما تماسہ ویظھر الآیات من بین یدیک ومن خلفک وعن یمینک وعن یسارک ویطلع شمس الحقّ ساطعۃً وتمحی کل ظلام عن شرور عالم التخلیط۔

وعسیٰ ان یتمّ لک ذلک ان تکون الارض نورانیّۃً ویذھب عنھا الجور والجفاء حتی ترتفع الحاجۃُ الی المھدی ویتاخرّ وجودہ الی مدۃ طویلۃ وتلک النعمۃ الکبری لاترام فوقھا۔

فازعجنی ھذا التفھیم ازعاجًا قویًا فخرجت الی الحجاز فلما بلغتُ الساحل عاقت امورٌ یطول عدّھا فقلقت قلقًا شدیدًا ففھّمنی ربیّ جلّ جلالہٗ ان ھذا منصب جلیل

کہ "تجھ پر دو جامع اسموں کا نور منعکس ہوا ہے (یعنی اسم مصطفیٰ اور اسم عیسیٰ علیہما الصلوات والتسلیمات - تو عنقریب کمال کے افق کا سردار بن جائے گا - اور تربیت الٰہی کی اقلیم پر حاوی ہو جائے گا - تیرے سوا کوئی مقرب الٰہی ایسا نہیں ہو سکتا - جس کی ظاہری اور باطنی تربیت میں تیرا اقتدا نہ ہو - یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں -

عالمگیر انقلاب عظیم کی پیش گوئی

عنقریب تجھ پر حق نازل ہو گا جو نظام عالم کو توڑنے والا ہو گا - جیسے بجلی گرتی ہے تو اس چیز کو جس پر وہ گرتی ہے توڑ پھوڑ دیتی ہے - اور تیرے چاروں طرف تجھ سے انوار کی نشانیاں ظاہر ہوں گی - اور حق کا آفتاب طلوع کرے گا - جس سے اس دنیا سے شر کے تمام اندھیرے دور ہو جائیں گے - عنقریب یہ سب باتیں پوری ہو کر رہیں گی اور زمین نورانی ہو جائے گی اور اس پر سے ظلم اور جور دور ہو جائیں گے - یہاں تک کہ مہدی کے آنے کی حاجت بھی رفع ہو جائے گی - اور ایک طویل زمانے تک اس کا وجود پیچھے جا پڑے گا - یہ وہ عظیم الشان نعمت ہے جس سے بڑھ کر انسانی وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتی -

اس الہام نے مجھے شدید قلق میں مبتلا کر دیا - چنانچہ میں حجاز کی طرف روانہ ہوا - جب میں ساحل پر پہنچا تو کچھ بے شمار رکاوٹیں پیش آئیں - جس سے مجھے اور بھی قلق ہوا - اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر الہام سمجھایا کہ تو اس نہایت بلند مرتبہ پر ان باتوں کے پورا کرنے کے بعد ہی پہنچ سکتا ہے - جن کا ہم تجھے حکم دیتے ہیں -

Marfat.com

فی غایۃ الجلالۃ لانستطیع ان تبلغہ الا بعد ان تتم کلمت نامرک بہا والقول الجملی فی ذٰلک ان تسیر بسیرۃ الانبیاء علیہم السلام ظاہراً و باطناً، وتہدی امۃً من الناس ولا یکون، بینک وبین احدٍ ربط المحبۃ الا ربطاً منصبغاً بصبغ اللہ سبحانہ فان اتممت ذٰلک فعسیٰ ان یرزقک مانرجوہ ولکل امرٍ اجل مسمیٰ لا تجاوزہ۔

فائدہ:- قال الامام ولی اللہ فی "فیوض الحرمین" رأیتنی روانا بمکۃ، فی المنام قائم الزمان اعنی بذٰلک ان اللہ اذا اراد شیئاً من نظام الخیر جعلنی کالجارحۃ لاتمام مرادہ ورأیت ان ملک الکفار قد استولی علی بلاد المسلمین ونہب اموالہم وسبا ذریتہم واظہر فی بلدۃ اجمیر شعائر الکفر و ابطل شعائر الاسلام والعیاذ باللہ فغضب اللہ علی اہل الارض غضباً شدیداً ورأیت صورۃ ہذا الغضب متمثلۃ فی الملاء الاعلی ثم ترشح الغضب الیّ فرأیتنی غضباناً من جہۃ نفث من تلک الحضرۃ فی نفسی لا من جہۃ مّا یرجع الی ہذا العالم۔

وانا ساعتئذٍ فی جم غفیر من النّاس، منہم الروم ومنہم الاذابکۃ ومنہم العرب، بعضہم رکبان الابل وبعضہم فرسان

ان کا خلاصہ یہ ہے کہ تو ظاہری اور باطنی طور پر انبیاء علیہم السلام کی سیرت پر چلے اور لوگوں میں سے ایک جماعت کو ہدایت دے اور تیرے ساتھ جس کسی کا بھی رشتۂ محبت ہو، وہ اللہ کے رنگ سے رنگین ہو۔ اگر تو نے یہ بات پوری کر لی تو عنقریب وہ چیز حاصل ہو جائے گی جس کی تو تمنا کرتا ہے۔ رہا یہ ہمہ یہ یاد رکھ کہ ہر ایک امر کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ وہ اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔"

فائدہ سوم: حضرت امام ولی اللہ دہلوی "فیوض الحرمین" میں فرماتے ہیں کہ:۔

امام صاحب "قائم الزمان" ہیں

میں مکۂ مکرمہ میں تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں قائم الزمان ہوں۔ قائم الزمان سے میری مراد یہ ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے کسی اچھے نظام کے قیام کا ارادہ فرمایا تو مجھے اس کے قیام کا ذریعہ بنایا۔ میں نے دیکھا کہ کافروں کا راجہ مسلمانوں کے شہروں پر غالب آگیا۔ اور اُس نے مسلمانوں کا مال اسباب لوٹ لیا۔ اور ان کے بچوں کو گرفتار کر لیا۔ تا آنکہ شہر اجمیر میں بھی کفر کے خصوصی احکام جاری کر دیے اور اسلام کے خصوصی احکام ممنوع قرار دے دیے۔ اللہ تعالیٰ اہل زمین پر بہت شدید غضب ناک ہوا۔ میں نے اس غضب کی صورت ملاءِ اعلیٰ میں متمثل دیکھی۔ پھر اس غضب کا عکس میرے اندر بھی آیا۔ اور میں بھی اس بارگاہ سے اُس کے غضب کا عکس حاصل کرنے کے لحاظ سے غضب ناک ہو گیا۔ میں اس عالم (عالم دنیا) کے نظام سے متاثر ہو کر غضب ناک نہیں ہوا۔ بلکہ اس عالم ملکوت سے جو اثر مجھ پر آیا، اُس نے مجھے غضب ناک بنا دیا +

آنے والے انقلاب کا ڈراوا

میں نے دیکھا کہ میں لوگوں کے جم غفیر میں کھڑا ہوں اس جم غفیر میں رومی بھی ہیں اور ازبک بھی اور عرب بھی۔ بعض اونٹوں پر سوار ہیں اور بعض گھوڑوں پر اور بعض پیادہ ہیں۔ یہ ایسا منظر تھا جیسے یوم عرفہ پر حاجیوں کا ہوتا ہے +

Marfat.com

وبعضهم مشاة على اقدامهم وافرهاـ رأيت شبيها بهؤلاء الحجاج يوم عرفة -
ورأيتهم غضبانًا بغضبي وسألوني: ماذا احكما الله في هذه الساعة؟
قلتُ: فكُّ كل نظام - قالوا: الى متى؟ قلتُ الى ان ترونى قد سكت غضبى -
فجعلوا يقاتلون بينهم ويضربون وجوه ابلهم فقتل منهم كثير وانكسرت
رؤس ابلهم وتسفاهها ثم انى تقدمت الى بلدة وبلدة اخربها واقتل اهلها وتبعوني في ذلك
وكذلك خربنا بلدة بعد بلدة حتى وصلنا الاجمير وقتلنا
هنالك الكفار واستخلصناها منهم وسبينا ملك الكفار ثم رأيتُ
ملك الكفار يماشي مع ملك الاسلام في نفر من المسلمين
فامر ملك الاسلام في اثناء ذلك بذبحه فبطش به القوم وصرعوه
وذبحوه بسكين، فلما رأيت الدم يخرج من اوداجه منه فقلتُ:
"الآن نزلت الرحمة"
ورأيت الرحمة والسكينة شملت من باشر القتال من
المسلمين وصار وامرحومين
فقام الى رجل وسألني عن المسلمين اقتتلوا فيما بينهم
فتوقفت عن الجواب ولم اصرح
رأيتُ ذلك في ليلة الجمعة الحادية والعشرين من ذى القعدة سنہ ۱۱۴۹

میں نے دیکھا کہ یہ لوگ بھی میرے غضب سے متاثر ہو کر غضب ناک ہو رہے ہیں چنانچہ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے؟ میں نے جواباً کہا کہ "فكّ كل نظامٍ" (تمام بوسیدہ نظاموں کو توڑ دو)۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ توڑ پھوڑ کا سلسلہ کب تک جاری رکھیں؟ میں نے کہا اُس وقت تک کہ میرا غصہ ٹھنڈا پڑ جائے۔ اس کے بعد لوگ آپس میں جنگ شروع کر دیتے ہیں اور اونٹوں کے مونہوں پر مارتے ہیں۔ چنانچہ اُن میں سے بہت سے قتل ہو گئے اور اُن کے اونٹوں کے سر اور منہ ٹوٹ گئے۔ پھر میں جس شہر میں جاتا، اسے برباد کرتا اور وہاں کے لوگوں کو قتل کرتا اور یہ جم غفیر میری پیروی کرتا۔

اس طرح شہروں کو برباد کرتے ہم اجمیر پہنچ گئے۔ جہاں ہم نے کافروں کو قتل کیا اور اس شہر کو کافروں سے چھڑا کر ان کے راجہ کو گرفتار کر لیا۔

پھر میں نے دیکھا کہ راجہ شاہِ اسلام کے ساتھ مسلمانوں کے ایک گروہ میں جا رہا ہے اس کے بعد شاہِ اسلام نے حکم دیا کہ راجہ کو ذبح کر دیا جائے۔ چنانچہ لوگوں نے اسے پکڑ کر گرا لیا اور چھری سے ذبح کر ڈالا۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ خون اس کی رگہائے گردن سے اچھل اچھل کر نکل رہا ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے کہا: اب رحمتِ حق کا نزول ہوا۔ میں نے دیکھا کہ جن مسلمانوں نے اس قتال میں حصہ لیا۔ ان پر رحمت اور سکونِ قلب نازل ہوا ہے اور وہ سب خدا تعالیٰ کی رحمت کے نیچے آ گئے ہیں۔

اس کے بعد میرے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ ان مسلمانوں کا کیا حال جنہوں نے آپس میں جنگ کی؟ میں خاموش رہا۔ اور اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے یہ خواب جمعۃ المبارک ۲۱ ذیقعدہ ۱۱۴۲ھ کی رات کو دیکھا[1]

---

[1] مطابق ۵ مئی ۱۷۳۰ء (مرتب)

Marfat.com

فائدہ: قال الشیخ محمد عاشق فی مقدمۃ الخیر الکثیر:۔
بر سالکانِ طریقت و طالبانِ حقیقت پوشیدہ نماند کہ چوں حق سبحانہ و تعالیٰ فردے کامل را برائے مظہریتِ علوم و اسرارِ کامنۂ خویش اصطفا مے فرماید و آں را بمنزلۂ جارحۂ خود ساختہ بر زبان وے تکلّم مے نماید، پس ظہورِ آں علوم و اسرار کہ در نفسِ مقدسۂ وے ودیعت نہادہ اند ظہور آں ارادہ فرمودہ علیٰ حسب الواردات والتقریبات بروز نماید۔

درین زمان بایں مقامِ اسنیٰ اعظم المحدّثین، ولی العصر، لسان اللہ، قطب الدّین احمد ابو الفیاض ولی اللہ است۔ و مصداق این معنیٰ آنست کہ جنابِ خاتمیۃ علیٰ صاحبہا الصلوٰت والتسلیمات در بعضے مبشرات ذاتِ ایشاں را با ذاتِ خویش نسبتِ وجودِ ذہنی با وجودِ خارجی فرمودند و دراں مشہد بخطاب ذکی و حکیم ہٰذہ الامت کرامت بخشیدند۔

یعنی آنچہ از کمالاتِ الٰہیہ در عینِ ثابتۂ آں جناب صلّی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم بفعلیۃ خارجیہ ظہور نمودہ و آں را در تحقیق آثارِ خارجیۂ خود ساختہ ہماں معانی بتمامہا در عینِ ثابتۂ ایشاں در صورتِ علوم و معارف جلوہ گر گشتہ۔ پس ہمہ علوم و اسرارِ ایشاں در حقیقت علوم و اسرار آں حضرت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اند۔ انتہیٰ

فائدہ۵: قال الامام ولی اللہ فی الجزء اللطیف:۔
نعمتِ عظمیٰ برین ضعیف آں است کہ او را خلعتِ فاتحیۃ دادہ اند و فتح دورہ

فائدہ چہارم: شیخ محمد عاشق رح حضرت امام الہند کی تصنیف "الخیر الکثیر" کے دیباچے میں فرماتے ہیں کہ:-

"راہ طریقت طے کرنے والوں اور حقیقت کے طلب گاروں پر یہ امر چھپا ہوا نہیں ہے کہ خداوند تعالیٰ کسی کامل انسان کو اپنے علموں اور چھپے ہوئے رازوں کے ظاہر کرنے کا ذریعہ بنانے کے لیے چُن لیتا ہے اور اُسے بطور آلہ کار استعمال کرتا ہے اور اس کی زبان سے کلام فرماتا ہے اور جو ہویدا اس کے نفس مقدس میں ودیعت کیے گئے ہوتے ہیں، وہ اس شخص کو عطا فرماتا ہے اور ان کے ظہور کا ارادہ کرتا ہے تو وہ واقعات کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔"

امام صاحب "لسان اللہ" "ذکی" اور "حکیم الامت" ہیں

اس زمانے میں اس بلند مقام پر قطب الدین احمد ابوالفیاض ولی اللہ فائز ہیں جو محدثین میں سے سب سے بڑے محدث اور اس زمانے کے ولی ہیں اور جن کی زبان سے خدا کلام فرماتا ہے۔ اس امر کی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض بشارتوں میں حضرت حکیم الہند امام ولی اللہ کی نسبت اپنے ساتھ یوں ظاہر فرمائی ہے کہ وہ میرے وجود خارجی کے لیے بمنزلہ ذہن ہیں۔ اور اس وقت حضرت امام صاحب کو ذکی اور حکیم الامت کا خطاب عطا فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں جو کمالات الٰہی موجود تھے اور ان کے ذریعے سے ظہور پذیر ہوئے وہ تمام معانی یعنی حضرت حکیم الامت کے صاف ذہن میں علوم و معارف کی شکل میں جلوہ گر ہوئے ہیں۔ اس لیے حضرت امام کے جملہ علوم و اسرار حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے علوم و اسرار ہیں۔

فائدہ پنجم: حضرت حکیم الہند امام ولی اللہ دہلوی "الخیر الکثیر" میں فرماتے ہیں کہ:

"فاتحیت کا خلعت اس بندۂ ضعیف پر خدا تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ... لحمہ زاف کا خلعت

بازپسین بر دستِ وے کردہ اند و ارشاد فرمودند کہ مرضی در فقہ حنفیت با آنکہ اجمع کردہ فقہ و حدیث را از سرِ نو بنیاد کرد۔

و اسرار حدیث و مصالح احکام و ترغیبات و سائر آں چہ حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم از خدائے تعالیٰ آوردہ اند و آں فنے است کہ پیش ازیں فقیر مضبوط تر از سخن ایں فقیر کسے آں را نہ کردہ است باوجود جلالت ایں فن و علم کمالات اربعہ یعنی ابداع و خلق و تدبیر و تدلّی با ایں عرض و طول و علم استعدادِ نفوس انسانیت بجمیع ہا و کمال و مآل ہر کسے افاضہ فرمودند۔ و ایں ہر دو علم جلیل اند کہ پیش از فقیر کسے برگرد آں نگشتہ و حکمت عملی کہ صلاح ایں دورہ در آں است بوجہ تمام افادہ نمودند و توفیق تثبیت آں بکتاب و سنت و آثارِ صحابہ دادہ اند۔ انتہیٰ۔

فائدہ: قال الامام ولی اللہ فی التفہیمات[1] :۔

ایں فقیر را آگاہانیدند کہ در طبقۂ نبیہ و طبقہ کہ بعد از وے باشند علومِ ظاہرہ ظہور نمایندہ در طبقۂ ثالثہ علومِ باطنہ۔ مراد ایں جا از طبقۂ ثانیہ اولاد است و از طبقۂ ثالثہ احفاد یا اولادِ صغار کہ بمنزلۂ احفاد باشند۔

و مراد ایں جا شیوعِ علوم الٰہیہ است بسبب ظہور امام الیشاں و مراد از علوم ظاہرہ کتاب و سنت است۔ و از علوم باطنہ علومے کہ بلطائف خفیہ تعلق دارند از تجرد بحت و انانیت کبریٰ انتہیٰ۔

[1] صـ ۲۸ المجلد الاول۔

پہنایا گیا ہے اور پچھلے دور کا افتتاح میرے ہاتھ سے کرایا گیا ہے۔ مجھ سے پوچھا گیا کہ فقہ میں اپنی باتیں کیا ہیں؟ چنانچہ میں نے ان کو جمع کر کے فقہ حدیث نئے سرے سے مرتب کر دی۔

امام صاحب کی خصوصیات

میں نے فن اسرار حدیث اور علم مصالح الاحکام و ترغیبات وغیرہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے لے کر آئے ہیں اور جن کی آپ نے تعلیم فرمائی ہے، مدون کیا۔ یہ وہ فن ہے کہ مجھ سے پہلے اس کے بارے میں کسی شخص نے مجھ سے بہتر بات نہیں کہی، حالانکہ یہ علم نہایت عظیم الشان ہے۔ نیز مجھے کمالات اربعہ یعنی ابداع۔ خلق، تدبیر اور تدلی کا نہایت وسیع علم عطا کیا گیا ہے ایسے ہی نفوس انسانی کی استعدادات کا کامل علم عطا فرمایا گیا ہے۔ جس سے ہر شخص کا کمال اور انجام معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ دو فن وہ بلند مرتبہ علم ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نے ان کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ اس کے علاوہ مجھے حکمت عملی اپنی تمام وسعت کے ساتھ دی گئی ہے جس پر زمانہ حال کی اصلاح کا مدار ہے اور مجھے اس حکمت عملی کے اصول کو خدا تعالیٰ کی کتاب (قرآن حکیم) اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کے اصحابؓ کے آثار کے ذریعے سے پختہ کرنے کی توفیق دی گئی ہے۔

فائدہ ششم: حضرت حکیم الہند امام ولی اللہ دہلوی التفہیمات میں فرماتے ہیں کہ:

اپنی نسل کے متعلق پیشگوئی

"مجھے آگاہ کیا گیا ہے کہ میرے طبقے اور میرے بعد کے آنے والے طبقے سے علوم ظاہری کا ظہور ہوگا اور تیسرے طبقے سے علوم باطنی کا ظہور ہوگا۔ یہاں دوسرے طبقے سے مراد اولاد ہے اور تیسرے طبقے سے مراد پوتے ہیں یا جیسے بیٹے ہیں جو بمنزلہ پوتوں کے ہیں اور اشاعت سے مراد ان کے علوم کی اشاعت اور ان کے امر کا ظہور ہے۔ اور علوم ظاہرہ سے مراد قرآن و سنت ہے اور علوم باطن سے مراد وہ علوم ہیں جن کا تعلق لطائف خمسہ سے ہے۔ جیسا کہ مجددیت اور ان جیسے کی۔

لہ یادہ رسالہ لمعات۔ مصنفہ امام ولی اللہ

قلت اساطين الطبقة الثانية الامام عبد العزيز الدهلوی والامام رفيع الدين الدهلوی والامام عبد القادر الدهلوی واساطين الطبقة الثالثة الامام محمد اسمٰعيل الشهيد والامام محمد اسحاق الامير والامام محمد يعقوب الحواری والتحق بهم مولانا عبد الحی لعبد السعيد والامير الشهيد السيد احمد الامام رضی الله عنهم وتمت بهم الدورة الاولى اما الدورة الثانية فاساطينه عندنا ائمة الطائفة الديوبندية الامام محمد قاسم الديوبندی وشيخه الامير امداد الله ورفيقه الامام رشيد احمد الديوبندی بعد سقوط الدولة العثمانية كان فاتح الدورة الثالثة شيخنا شيخ الهند مولانا محمود حسن الديوبندی رضی الله عنهم نظرياته ارتكزت على انكار مولانا محمد قاسم والامام ولی الله وعملياته تنتج منهج شبان المسلمين الاترك والافاغنه والهنديين ثم تخلف مناهجه عن منهاج المرتجعين عربيا كان او هنديا والله المستعان +

Marfat.com

یادداشت ۱: طبقہ دوم کے بڑے بڑے بزرگ امام عبدالعزیز دہلویؒ امام رفیع الدین دہلویؒ اور امام عبدالقادر دہلویؒ ہیں۔ اور تیسرے طبقے کے بزرگ امام محمد اسمٰعیل شہید، امام و امیر محمد اسحٰقؒ اور امام محمد یعقوبؒ حواریؒ ہیں جن کے ساتھ مولٰنا عبدالحی الصدر السعید اور الامیر الشہید السید احمد الامام شامل ہیں رضی اللہ عنہم، ان بزرگوں کے وجودِ مسعود سے دورۂ اوّل مکمل ہوا۔

ہمارے نزدیک دوسرے دور کے بڑے بڑے بزرگ دیوبندی طائفہ کے امام حضرت امام محمد قاسم دیوبندیؒ ان کے شیخ الامیر امداد اللہؒ اور ان کے رفیق امام رشید احمد دیوبندیؒ ہیں۔

دولتِ عثمانیہ کے سقوط کے بعد تیسرا دور شروع ہوتا ہے جس کے افتتاح کرنے والے شیخنا شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ ہیں۔ ان کے نظریات کا مرکز مولانا محمد قاسم اور امام ولی اللہ کے افکار و عملیات ہیں۔ حضرت شیخ الہند ترکی، افغان اور ہندی مسلم نوجوانوں کے مسلک پر ہیں۔ اور ان کا راستہ اجتماعیوں کے راستے سے بالکل مختلف ہے خواہ وہ اجتماعی عرب ہوں یا ہندستانی واللہ المستعان۔

(مولانا عبید اللہ سندھی)

یادداشت ۲: راقم الحروف مرتب یہاں اضافہ کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی (نوّر اللہ مرقدہ) ۱۹۳۹ء میں ہجرت سے تشریف لانے کے بعد ایک نئے دور (تیسرے دور) کے فاتح ہیں۔ اس دور میں انہوں نے امام

Marfat.com

ولی اللہ دہلویؒ کے اصول پر نو منتیں کو قبائلیت اور من الانوامیت کے درمیان ایک قسم کی ضروری منزل تسلیم کر کے کام شروع کیا اور امام عبدالعزیز بن امام ولی اللہ دہلویؒ کے فتوے کی روشنی میں شرعی اصطلاحی جہاد سے پہلے انقلاب کی منزل کا اضافہ کیا تاکہ جہاد کے لیے راہ ہموار کی جا سکے۔ اس دور کے تقاضے سائنس اور ٹیکنالوجی ہیں۔ جن کی لادینیت کو ختم کرنے کے لیے مولانا نے فلسفہ امام ولی اللہ دہلویؒ کو مؤثر ترین ذریعہ ثابت کیا۔

مولاناؒ کے ذریعے سے یہ دور استنبول سے ۱۹۲۶ء میں ہندکی صوبائی جمہوریتوں کے آئین کی اشاعت سے شروع ہوا۔ جس میں تقسیم ہند کا نظریہ بڑی وضاحت سے پیش کیا گیا ہے۔ یہ آئین اردو (۱۹۲۴ء) میں اور انگریزی (۱۹۲۶ء) دونوں زبانوں میں شائع ہو چکا ہے۔

(مرتب)

Marfat.com

فائدہ: قال الامام عبد العزیز وھو امام الطبقۃ الثانیۃ فی تذکرۃ الموطا من "بستان المحدثین":

"حضرت شیخنا وقدوتنا فی کل العلوم والامور شیخ ولی اللہ دھلوی قدس سرہ دو شرح نوشتہ اند بر احادیث و آثار موطا بروایت یحیی بن یحیی اللیثی و اقوال امام مالک و بعضے بلاغیات ایشاں را حذف فرمودہ اول خیلے دقیق و مجتہدانہ است بزبان فارسی نام او "مصفّی فی احادیث الموطا" و دوم مختصر است و دراں اکتفا بر بیان مذاہب فقہاء حنفیہ و شافعیہ فرمودہ اند و قدرے ضروری از شرح غریب و ضبط مشکل داخل نمودہ مسمّی "بمسوّی من احادیث الموطا" و راقم الحروف ایں شرح از ایشاں بضبط و اتقان شنیدہ است۔" انتہی۔

قلت فقد صرح بانہ لا یقتدی فی جمیع الامور الا بابیہ الامام ولی اللہ ولا یخالفہ فی شیٔ من العلوم والمعارف۔

فائدہ: قال الصدر الشھید مولانا محمد اسمٰعیل وھو امام الطبقۃ الثالثۃ فی الطبقات۔

"افضل المحققین و فخر المدققین اعتصام الحکماء و امام العرفاء اعلمھم باللہ الشیخ ولی اللہ افاض اللہ علینا من برکاتہ"[1]

قلت: الصدر الشھید ما صنف کتاب "منصب امامت"

---

[1] ص ۱ ص

فائدہ ہفتم: حضرت امام عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جو طبقہ دوم کے امام ہیں" بستان المحدثین" کے باب تذکرہ المؤطا میں لکھتے ہیں :-

امام عبدالعزیزؒ کا قول | ہمارے شیخ اور تمام علوم اور امور میں ہمارے رہنما شیخ ولی اللہؒ دہلوی قدس سرہٗ نے احادیث و آثار مؤطا بروایت یحیی بن یحیی لیثی اور امام مالکؒ کے اقوال کی دو شرحیں لکھی ہیں، اور ان کی بعض بلاغیات[1] کو حذف کر دیا ہے پہلی کتاب کا نام "مصفیٰ فی احادیث مؤطا" ہے۔ یہ فارسی میں ہے اور نہایت باریک باتوں پر مشتمل ہے۔ اس کا انداز تحقیق مجتہدانہ ہے۔ دوسری کتاب اس سے مختصر ہے۔ اس کا نام "مسوّی من احادیث المؤطا" ہے۔ اس میں حضرت شیخؒ نے حنفی اور شافعی فقہاء کے مسلک بیان فرمانے پر اکتفا کیا ہے اور غریب[2] کی شرح اور مشکل[3] کے ضبط کا بھی خیال رکھا ہے راقم الحروف نے یہ شرح حضرت الیشاں سے پورے ضبط اور پختگی کے ساتھ اخذ کی ہے۔"

یادداشت: بیان مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام عبدالعزیزؒ تمام امور میں اپنے والد ماجد کے پیرو تھے اور علوم و معارف میں ان کی کسی بات کے خلاف نہیں جاتے۔

(مولانا عبید اللہ سندھیؒ)

فائدہ ہشتم: الصدر الشہید مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ جو طبقہ سوم کے امام ہیں اپنی تصنیف "عبقات" میں حضرت حکیم الہند امام ولی اللہ دہلویؒ کا ذکر جن الفاظ میں کرتے ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے :-

مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کے خیالات امام صاحب کے متعلق! | تحقیق کرنے والوں میں سب سے افضل نکتہ بینی کرنے والوں کے لیے باعث فخر، حکمائے ربانیہ، خداشناسوں کے رہبر اور سب سے بڑے خداشناس شیخ ولی اللہ، خدا ہمیں ان کی برکتوں سے بہرہ اندوز کرے۔

یادداشت: ہمارے نزدیک صدر شہیدؒ نے منصب امامت

---

[1] وہ روایات جو حضرت امام مالکؒ بلغنی (مجھے معلوم ہوا ہے) کہہ کر بغیر سند کے بیان فرماتے ہیں۔ محدثین کا اتفاق ہے کہ حضرت امام مالکؒ کے بلاغیات بھی صحیح ہیں (مرتب) [2] مشکل الفاظ [3] مشتبہ الفاظ مثلاً یعلمون کا لفظ یعلمون ہے یا یعلمون وغیرہ۔

Marfat.com

عندی الاشرح مقام حجة الله البالغة وكذلك ساكتب القسم الاول من الصراط المستقيم الذي جعل كلام الامير الشهيد السيد احمد راجعاً الى اصول الامام ولي الله والله اعلم

فائدة: امام الدورة الثالثة شيخنا شيخ الهند مولانا محمود حسن الديوبندي لما ذكر الامام ولي الله في مقدمة ترجمته للقرآن العظيم وصفه بانه حجة الله على العالمين، فقال:-

"حضرت حجۃ اللہ علی العالمین شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے جب اول قرآن شریف کا ترجمہ فرمایا تو حاشیہ پر کچھ ضروری فوائد بھی تحریر فرمائے" انتہی[1]

فائدہ:- حضرت میرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ نے فرمایا:-

"حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ طریقہ جدیدہ بیان نمودہ اند ودر تحقیق اسرار معرفت وغیرہ اکثر علوم طرز خاص دارند۔

باایں ہمہ علوم وکمالات از علماء ربانی اند مثل ایشاں در محققان صوفیہ کہ جامع اند در علم ظاہر وباطن وعلم خود بیان کردہ اند چنانکہ کسی گذشتہ باشند" انتہی۔

فائدہ:- قال الامام عبد العزيز

"حالا مثل آفتاب روشن گشت کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را جمیع کمالات حاصل بود وتصرف در آں کمالات بتوسط بعض افراد امت واقع شدہ بدرنگ آنکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را علوم اولین وآخرین حاصل بود چنانچہ در صحاح صحیحہ

---

[1] مقدمہ ترجمہ قرآن مطبوعہ "مدینہ" پریس بجنور (یوپی)

اپنے جدِ امجد حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ کے مقامِ رفیع کی تشریح کرنے کے لیے لکھی ہے اور ایسے ہی "صراط المستقیم" کی قسمِ اول صرف اس لیے تحریر کی ہے کہ امیر شہید سید احمد رضی اللہ عنہ کے کلام کو حکیم الہند امام ولی اللہ دہلویؒ کے کلام کے مطابق ثابت کریں۔ واللہ اعلم۔

(مولانا عبید اللہ سندھیؒ)

فائدہ نہم: - دورۂ سوم کے امام شیخنا شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اپنے ترجمۂ قرآن کے دیباچے میں حضرت حکیم الہند امام ولی اللہ دہلوی کا ذکر حجۃ اللہ علی العالمین کے الفاظ کے ساتھ فرماتے ہیں۔ ان کے خاص الفاظ یہ ہیں:

مولانا شیخ الہند محمود حسن کا قول

"حضرت حجۃ اللہ علی العالمین شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے جب اول قرآن شریف کا ترجمہ فرمایا تو حاشیہ پر کچھ ضروری فوائد بھی تحریر فرمائے۔"

فائدہ دہم: حضرت میرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ:

حضرت میرزا مظہر جان جاناں کا ارشاد امام صاحب کے متعلق

حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کا نیا طریقہ بیان کیا ہے اور وہ خدا شناسی کے راز کو بتانے اور علوم کی باریکیاں بیان کرنے میں خاص طرز کے مالک ہیں۔ علوم ظاہری میں مہارت تامہ رکھنے کے ساتھ ہی شاہ صاحب علمائے ربانی میں سے ہیں۔ محقق صوفیوں میں جو ظاہری اور باطنی علوم کے ماہر ہوں اور جنہوں نے علم کے راز بیان اپنے میں نئی ڈگر اختیار کی ہو، ایسے چند ہی بزرگ گزرے ہیں۔

فائدہ یازدہم: حضرت امام عبد العزیزؒ فرماتے ہیں:

"اب یہ امر سورج کی طرح روشن ہو چکا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کمالات حاصل تھے لیکن ان کمالات کا ظہور و تصرف آپ کی امت کے بعض افراد کے ذریعے سے ہوا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کے علوم حاصل تھے چنانچہ صحابہ سنتے ہیں

Marfat.com

وارد است کہ اوتیت علم الاولین والآخرین +

لیکن تصرف در علم کلام بتوسط شیخ ابوالحسن اشعری والومنصور ماتریدی واستاذ ابواسحق اسفرائنی وامام غزالی و امام رازی و امثال این مردم آں جناب را صلی اللہ علیہ وسلم حاصل شد۔

وہمچنیں تصرف در علم فقہ و تفصیلِ احکام شرعیہ از کتاب الطہارت تا کتاب المسلم و الشفعہ جوئز القصص ووصایا بتوسط امام اعظم و امام شافعی آں جناب را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل شد

وہمچنیں تصرف در آدابِ طریقت و مقرر کردن اشغال واوراد و ذکر جہر وخفی و طور مراقبۃ آں حضرت را صلی اللہ علیہ وسلم بتوسط سید عبدالقادر جیلانی وحضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند وحضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی وامثال این بزرگان حاصل شد انتہی۔

قلت چوں اقوام عالم با واخر الف ہجری در حکمت وسیاست ترقی کردند کہ مثل آں در ازمنہ سابقہ واقع نشدہ ہمچنیں تصرف در آں حکمت وسیاست آں حضرت را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل شد بواسطہ امام ولی اللہ دہلوی۔ واللہ اعلم۔

فائدہ[۱۲]:۔ قال الامام ولی اللہ فی التفہیمات[ے]:۔

اَللّٰھم اِرب کل شیٔ و ملیکہ اسألک بحاو ملک التی انزلتھا علی عبدک ورسولک وصفوۃ خلقک۔ وعروس مملکتک سیدنا محمد لا زالت صلواتک وتسلیماتک نازلۃ علیہ الی یوم البقا دبل الی ابدالابا

ے جلد اول صہ ۲۲۵

آپ کا ارشاد مبارک موجود ہے کہ مجھے پہلوں اور پچھلوں سب کا علم دیا گیا ہے۔ لیکن علم کلام میں آپ کا تصرف شیخ ابوالحسن اشعری اور ابو منصور ماتریدی اور استاذ ابواسحٰق اسفرائنی اور امام غزالی اور امام رازی وغیرہ جیسے بزرگوں ہی سے ظہور میں آیا ہے

ایسے ہی علم فقہ اور احکام شرعی کی تفصیل کتاب الطہارت سے کتاب السَّلم وشفعہ اور فرائض الله و صایا تک امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ کی وساطت سے آں جنابؐ کو تصرف حاصل ہوا۔

ایسے ہی طریقت کے آداب اور اشغال کے مقرر کرنے اور وردو ظائف اور اونچی آواز سے اور خاموشی کے ساتھ ذکر کرنے اور مراقبے کے طریقے میں تصرف آپؐ کو سید عبدالقادر جیلانیؒ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ خواجہ بزرگ معین الدین چشتیؒ وغیرہ بزرگوں کے ذریعے سے حاصل ہوا۔

یادداشت:۔ دنیا کی (مسلم) اقوام نے پہلے ہجری ہزار کے آخر تک حکمت اور سیاست میں وہ ترقی کی جس کی مثل گزشتہ زمانوں میں پائی نہیں جاتی اس حکمت و سیاست میں بھی آپؐ کو بواسطہ امام ولی اللہ تصرف حاصل ہوا۔ واللہ اعلم

(مولانا عبیداللہ سندھیؒ)

فائدہ دوازدہم [۱۲]: حضرت حکیم الہند امام ولی اللہ دہلوی "تفہیمات الٰہیہ" میں فرماتے ہیں کہ:۔

امام صاحب کی بلند مرتبہ دعا اے اللہ ہر شے کی تربیت کا کفیل اور مالک تو ہے میں تجھ سے تیرے ان ناموں کے طفیل سوال کرتا ہوں جو تو نے اپنے پیارے بندے اور رسول اور اپنی ساری مخلوق میں سے سب سے چیدہ اور اپنی مملکت میں سے سب سے زیادہ دل نواز یعنی حضرت محمدؐ پر نازل کیے تیری رحمتیں اور سلامتیاں اس پر قیامت تک نہیں نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ نازل ہوتی رہیں۔

---

[۱] شیخ ابوالحسن اشعری تاریخ وفات ۳۲۴ھ ابو منصور ماتریدی تاریخ وفات ۳۳۳ھ استاذ اسحٰق اسفرائنی تاریخ وفات ـــــ امام غزالی تاریخ وفات ۵۰۵ھ

Marfat.com

واسألك بعلومك التى انزلتها على اخوانه من الانبياء والمرسلين والهمتها اهل بيته الطيبين الطاهرين واصحابه الهادين المهتدين وسائر الفقهاء المجتهدين والثقات المحدثين والصوفية الصافين على اختلاف طبقاتهم و تباين نقاماتهم كما انت اعلم بهم ◆

اللهم! واسألك بعكوس تجليك الاعظم المنطبقة فى صدور الانبياء والمرسلين والذين هم لانوار الانبياء خير الوارثين وباشعة تلك العكوس المنشعة فى صدور اصحابهم واحبائهم الى يوم الدين ◆

اللهم انت قلت وقولك الحق الله نور السموت والارض مثل نوره كمشكاة فيها مصباح المصباح فى زجاجة الزجاجة كانها كوكب درى توقد من شجرة مباركة زيتونة لا شرقية ولا غربية . يكاد زيتها يضئ ولو لم تمسسه نار نور على نور يهدى الله لنوره من يشاء ويضرب الله الامثال للناس والله بكل شئ عليم ◆

فضربت الزيت مثلا للداعية الغازلة من سوافة قد سلت وضربت المصباح الذى

علی ہٰذا میں تجھ سے مانگتا ہوں ان علوم کے طفیل جو تو نے اس کے ہم جنس نبیوں اور رسولوں کو دیے اور جو تو نے اس کے پاک اور پاکیزہ اخلاق اہل بیت کو عطا فرمائے۔ اور جو تو نے اس کے ہدایت یافتہ ہدایت بخش اصحاب کو الہام کیے اور تمام مجتہد نقہا اور قابل اعتماد محدثین اور صاف نفس و پاک باطن صوفیوں کو دیے خواہ وہ کسی طبقے یا مقام کے ہوں جیساکہ تو انہیں خوب جانتا ہے۔

اے میرے پروردگار! میں تیری اس تجلی کے عکسوں کا واسطہ دیتا ہوں جو انبیاء اور مرسلین کے سینوں پر منعکس ہو ئیں اور ان انبیاء اور مرسلین کے انوار کے بہترین وارثوں کے سینوں میں چمکیں اور میں ان عکسوں کی ان چمکیلی شعاعوں کا واسطہ دیتا ہوں جو انبیاء اور مرسلین کے عاشقوں اور دوستوں کے سینوں میں قیامت تک چمکتی رہیں گی۔

علی ہٰذا اے میرے پروردگار! تو فرماتا ہے اور لاریب سچ فرماتا ہے۔ کہ "اللہ تعالیٰ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ اس کے نور کی حالت عجیبہ ایسی ہے جیسے ایک طاق اس میں ایک چراغ ہے وہ چراغ ایک قندیل میں ہے وہ قندیل ایسی ہے جیسے ایک چمکدار ستارہ ہو۔ وہ چراغ ایک نہایت مفید درخت سے روشن کیا جاتا ہے کہ وہ زیتون ہے۔ جو نہ پورب رُخ ہے اور نہ پچھم رُخ ہے۔ اس کا تیل اگر اس کو آگ بھی نہ چھوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اٹھے گا۔ نور علیٰ نور ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نور تک جس کو چاہتا ہے راہ دے دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

تو نے اس وظیفے کی شان جو تیرے خاص قرب سے نازل ہوتا ہے زیتون کے تیل سے دی ہے اور نفسانی جوہر کی مثال اس سے ہم آہنگی سے دی ہے جو بہتر ہے

هُوَ هٰهُنا بمعنی الفتیلة مثلاً للجوهر الشفافة و ضربت الزُّجاجة مثلاً للروح والسرِ و ضربت المشکوة مثلاً للقلب والعقل۔

اللّٰهم انی اسألك بكل ما ذكرته لصفا بذلك النور بل فانيا فيه دائماً به حتّٰى سيّرنى ضوء من اضوائك فى ضمن حكايته لاضوائك القدسية المجردة بجوهرته الشفافة۔

و تحيط لى شانك التى تطورت به فى هذا الزمان اللّٰهُمَّ و اسألك ان تخلطنى بتلك الجوهرة الشفافة حتّٰى اصير دائماً بدوامه شاناً من شيونك و ضوءٌ من اضوائك فى ضمن كونه ذلك منك۔

اللهمّ انى اسألك والح عليك ان تنجزلى جميع ما وعدتنى على لسانه من مقامات السرّ و الروح و القناء و تتم على يدى نوراً من انوارك التى ابرزتها على لسانه و تجعلنى حافظاً لعلومك و معارفك النازلة عليه البارزة به الموافقة لشانك التى تطورت به فى هذا الزمان اللّٰهمّ انى منى السوال و عليك الاجابة منى الابتهال و عليك الانجاح انك رحيم كريم رؤف ترئيف مجيب سميع بصير لا اله الا انت ولا رب الا انت انت مولائى و انت على كل شئ قدير + (انتهى مختصر)

قدس خالص میں موجود ہے اور روح اور اس کے اندر کے سر کی مثال شیشے سے دی ہے اور قلب اور عقل کی مثال مشکواۃ (دیپے کے طاقچے) سے دی ہے +

علی ہذا اے پروردگار! تو نے اس نور کے ساتھ ملی ہوئی جس چیز کا ذکر کیا ہے بلکہ وہ ہر چیز جو اس نور میں فنا ہو کر اسی کے ذریعے قائم ہے میں تجھے اس کا واسطہ دیتا ہوں۔ یہاں تک کہ تیری روشنیوں میں سے کوئی روشنی مجھے ڈھانپ لے جو تیری اضوا متعدد مجردہ کی جوہرۃ الشفافہ کے ساتھ حکایت کرتی ہو +

اور تیری شان جو اس زمانہ میں مختلف رنگوں میں ظاہر ہو رہی ہے مجھے چاروں طرف سے گھیر لے اے اللہ! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے اس جوہر شفاف کے ساتھ مخلوط کر دے یہاں تک کہ میں اس جوہر شفاف کے دوام کے ساتھ دائم بن جاؤں اور تیری شانوں میں سے ایک شان ہو جاؤں اور تیری روشنیوں میں سے ایک روشنی بن جاؤں جو تیری ہی روشنی ہو +

اے اللہ! میں تجھ سے نہایت عاجزی سے درخواست کرتا ہوں کہ تو وہ مجھے سب کچھ عطا کر دے جس کا تو نے اپنے پیارے نبیؐ کی زبان سے سر، روح اور فنا کے مقامات کے بارے میں وعدہ فرمایا ہے اور تو نے اس کی زبان سے جو ظاہر کیا ہے وہ میرے ہاتھوں پورا کرا دے اور جو علوم اور معارف تو نے اس پر نازل فرمائے اور اس کے ذریعے ظاہر فرمائے ہیں اور جو تیری اس شان کے موافق ہیں جس سے اس زمانے نے یہ نیا طور اختیار کیا ہے ان کا مجھے حفاظت کرنے والا بنا! اے میرے پروردگار! مانگنا میرا فرض ہے اور میرا استدعا قبول فرمانا تیرا کام ہے میں تو عاجزی ہی کر سکتا ہوں میری ضرورت تو ہی پوری کر سکتا ہے تو رحم کرنے والا بخشش کرنے والا، نرمی کرنے والا، میرے قریب رہنے والا، میری دعاؤں کو قبول فرمانے والا، میری درخواستیں سننے والا، میری ضرورتوں کو دیکھنے والا ہے، تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں تیرے سوا کوئی پروردگار نہیں۔ تو ہی میرا مالک ہے اور تو ہی ہر بات پر قادر ہے۔ (رسالہ عبیدیہ خلاصہ)

Marfat.com

فائدہ[۱۳]: قال الامام ولی اللہ فی باب حقیقۃ النبوۃ من حجۃ اللہ البالغۃ[۱]:

اعلم ان اعلیٰ طبقات الناس المفہمون وھم ناس اھلُ اصطلاحِ ملکیتہم فی غایۃ العلو یمکن لہم ان ینبعثوا الیٰ اقامۃ نظامٍ مطلوبٍ بداعیۃٍ حقانیۃٍ ویترشح علیہم من الملاءِ الاعلیٰ علومٌ واحوالٌ الٰہیۃٌ

ومن سیرۃ المفہم ان یکون معتدل المزاج سوی الخَلق والخُلق لیس فیہ غباوۃ مفرطۃ بحسب الآراءِ الجزئیۃ ولا ذکاءٌ مفرطٌ لاینجذب بہ من الکلیّ الی الجزئیّ ومن الروح الی الشبح سبیلا ولا غباوۃٌ مفرطۃٌ لاینخلص بہا من الجزئیّ الی الکلیّ ومن الشبح الی الروح،

ویکون الزم الناس بالسنۃ الراشدۃ ذا سمتٍ حسنٍ فی عباداتہ ذا عدالۃٍ فی معاملتہ مع الناس محبا للتدبیر الکلیّ راغبا فی النفع العام، لا یوذی احداً الا بالعرض بان یتوقف النفع العام علیہ او بلازمہ لایزال مائلاً الی عالم الغیب یحس اثرہ فیہ فی کلامہ ووجہہ وشانہ کلہ یری اللہ مؤید من الغیب ینفتح لہ بادنی ریاضۃٍ مّا لا ینفتح لغیرہ من القرب والسکینۃ

[۱] جلد اول صفحہ ۸۰

فائدہ سیزدہم ۱۳ : حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ " حجۃ اللہ البالغہ " کے باب حقیقۃ نبوت میں فرماتے ہیں کہ :-

مفہمین کون ہیں ؟ واضح رہے کہ اجتماع انسانی میں بہترین طبقہ ان لوگوں کا ہوتا ہے جنہیں اصطلاح میں مفہم کہتے ہیں۔ یہ لوگ اہل اصطلاح ہوتے ہیں۔ ان کی ملکیت بہت بلند درجے کی ہوتی ہے اور ان کے لیے ممکن ہوتا ہے کہ سچے داعیے کے ساتھ اچھا نظام قائم کرنے کے لیے کھڑے ہو جائیں اور ان پر ملاء اعلیٰ سے علوم اور احوال نازل ہوتے ہیں۔

مفہمین کا نفسیاتی تجزیہ مفہم کی سیرت یہ ہوتی ہے کہ وہ معتدل مزاج ہوتا ہے اس کے جسم کی ساخت اور اس کے اخلاق و عادات مناسب ہوتے ہیں۔ اس میں نہ ایسا عدم استقلال ہوتا ہے کہ اپنی ذاتی خواہشوں میں پھنسا رہے۔ نہ ضرورت سے زیادہ تیز فہمی ہوتی ہے کہ اصولی باتوں میں پھنس جائے اور جزوی مسائل حل کرنے کی طرف توجہ نہ دے سکے اور اعمال و افعال کی ارواح کی طرف اتنا متوجہ ہو جائے کہ ان کی اشکال و اشباح کی طرف توجہ نہ دے سکے۔ اس میں نہ اتنی کند ذہنی ہوتی ہے کہ وہ صرف چھوٹی چھوٹی باتوں ہی کو سمجھ سکے اور اصولی اور کلی باتوں کی سمجھ اس کی طاقت سے باہر ہو اور نہ اعمال و افعال کی اشکال و اشباح میں اتنا پھنسا رہتا ہے کہ ان کی ارواح کی طرف دھیان نہ دے سکے۔

وہ صحیح طریقہ ہائے کار پر سب لوگوں سے زیادہ عمل پیرا ہوتا ہے وہ عبادات میں اچھا نمونہ پیش کرتا ہے وہ لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں کبھی انصاف کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا وہ اجتماع انسانی کی اجتماعی ضرورتوں کو پورا کرنے میں بڑے شغف کا اظہار کرتا ہے۔ وہ نفع عام کی طرف راغب ہوتا ہے وہ کسی کو تکلیف پہنچاتا ہے تو بالعرض ہوتی ہے جس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ یا تو نفع عام اسے تکلیف پہنچانے ہی پر موقوف ہوتا ہے یا نفع عام کے کام کا نتیجہ ہی یہ ہوتا ہے کہ خواہ مخواہ کسی کو تکلیف پہنچے۔ وہ ہر وقت عالم غیب کی طرف توجہ رکھتا ہے اور اس میلان کا اثر اس کی بول چال، چہرے مہرے غرض ہر بات سے ظاہر ہوتا ہے اور صاف نظر آتا ہے کہ اسے غیب سے مدد مل رہی ہے تھوڑی سی ریاضت کرنے سے اس پر ان امور کا انکشاف ہونے لگتا ہے جو دوسروں پر قرب اور سکینہ کے بلند درجات طے کرنے کے بعد بھی نہیں کھلتے

والمفهمون على اصناف كثيرةٍ واستعدادات مختلفة فمن كان اكثر حاله ان يتلقى من الحق علوم تهذيب النفس بالعبادات فهو الكامل +

ومَن كان اكثر حاله تلقى الاخلاق الفاضلة وعلوم تدبير المنزل ونحو ذلك فهو الحكيم +

ومَن كان اكثر حاله تلقى السياسيات الكلية ثم وفق لاقامة العدل فى الناس وذب الجور منهم يسمى خليفة

ومَن المت به الملاء الاعلى فعلمته وخاطبته وتراءت له وظهرت انواع من كراماته يسمى بالمؤيد بروح القدس

ومَن جعل منهم فى لسانه وقلبه نور فنفع الناس بصحبته وموعظته وانتقل منه الى حواريين من اصحابه سكينة ونور فبلغوا بواسطته مبالغ الكمال وكان حثيثا على هدايتهم يسمى هاديا مزكيا +

ومَن كان اكثر علمه معرفة قواعد الملة ومصالحها وكان حثيثا على اقامة المندرس منها يسمى اماما +

ومَن نفث فى قلبه ان يخبرهم بالداهية المقدرة عليهم فى الدنيا وتفطن بلعن الحق قوما فاخبرهم بذلك او وجد من نفسه

مفہمین کی قسمیں | مفہمین کی بہت سی قسمیں ہیں۔ اور ہر ایک قسم کے لوگوں کی استعداد الگ الگ ہوتی ہے +

(۱) **کامل**: چنانچہ جس مفہم کو اکثر حالات میں حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے عبادات کے ذریعے سے تہذیب نفس کے علوم حاصل ہوتے رہیں وہ اصطلاح میں کامل کہلاتا ہے +

(۲) **حکیم**: جسے اخلاقِ فاضلہ اور تدبیرِ منزل کے علوم وغیرہ ملتے رہیں وہ حکیم کہلاتا ہے +

(۳) **خلیفہ**:۔ جسے اکثر حالات میں بین الاقوامی سیاسیات کے اصول سکھلائے جاتے رہیں اور جسے تمام لوگوں میں عدل قائم کرنے اور ان میں سے ظلم اور جور دور کرنے کی توفیق ملے وہ اصطلاح میں خلیفہ کہلاتا ہے +

(۴) **مؤید من اللہ**:۔ جس کا ملاء اعلیٰ سے قرب ہو اور ملاء اعلیٰ کے فرشتے اسے سکھائیں اس سے گفتگو کریں، اسے نظر آئیں اور جس سے طرح طرح کی کرامتیں ظاہر ہوں وہ مؤید بروح القدس ہوتا ہے +

(۵) **ہادی اور مزکی**: جس کے دل اور زبان پر نور ہو اور جس کے پاس بیٹھنے اور جس کی نصیحت سننے سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہو اور جس سے اس کے دوستوں کو سکینہ اور نور حاصل ہوتا ہو اور اس کے ذریعہ سے وہ کمال کے بلند مرتبے حاصل کریں اور وہ لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لیے کوشاں ہو وہ ہادی اور مزکی کہلاتا ہے +

(۶) **امام**: جس کے علم اور معرفت کا بیشتر حصہ ملت کے اصول اور مصالح پر مشتمل ہو اور جو اصول ملت اور مصالح ملی منہدم ہوگئے ہوں ان کے قائم کرنے کی کوشش میں ملوث ہو وہ امام کہلاتا ہے +

(۷) **منذر**: جس کے دل میں یہ بات ڈالی جائے کہ وہ لوگوں کو خبر دے دے کہ ان کی برائیاں جمع ہوکر ان کے لیے ایک بہت بڑی مصیبت دنیا میں لانے والی ہیں یا وہ بھانپ لے کہ ملاء اعلیٰ میں ایک قوم کو اس کے اعمال کی بنا پر اللہ کی رحمت کی غیر مستحق قرار دے دیا گیا ہے اور وہ اس کی خبر ان کو دے دے

Marfat.com

فی بعض اوقاتہ فعرف ما سیکون فی القبر والحشر فاخبرھم بتلک الاخبار یسمی منذراً +

واذا اقتضت الحکمۃ الالھیۃ ان یبعث الی الخلق واحداً من المفہّمین فیجعلہ سبباً لخروج الناس من الظلمات الی النّور وفرض اللّٰہ علی عبادہ ان یسلّموا وجوھھم وقلوبھم لہ ویتاکّد فی الملاء الاعلی الرضاء عمّن انقاد لہ والنقم الیہ واللعن علی من خالفہ وناواہ فاخبر الناس بذلک والزمھم طاعتہ فھو النبیّ

واعظم الانبیاء شاناً من لہ نوع آخر من البعثۃ ایضاً وذلک ان یکون مراد اللّٰہ تعالی فیہ ان یکون سبباً لخروج الناس من الظلمت الی النور وان یکون قومہ خیر امۃ اُخرجت للناس فیکون بعثہ یتناول بعثاً آخر +

والی الاولی وقعت الاشارۃ فی قولہ تعالی ھُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ الایۃ والی الثانی فی قولہ تعالی کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وقولہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم: فانما بعثتم میسّرین ولم تبعثوا معسّرین ونبینا صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم استوعب جمیع فنون المفہّمین

یا وہ کبھی کبھی اپنے نفس سے مجرم ہوکر معرفت حاصل کرے کہ قبر اور حشر میں کیا باتیں پیش آنے والی ہیں اور ان سے لوگوں کو آگاہ کردے اسے مُنذِر کہتے ہیں +

نبی کی تعریف جب حکمت الٰہیہ یہ بات ضروری سمجھے کہ مفہمین میں سے خلق کی طرف ایسے شخص کو بھیجا جائے جو ان کے تاریکیوں سے نور کی طرف آنے کا سبب بن سکے اور اللہ تعالیٰ لازم کردے کہ اس شخص کی اطاعت جسم و روح سے کی جائے اور ملاء اعلیٰ میں یہ بات پختہ طور پر طے ہو جائے گی کہ جو شخص اس کی اطاعت اختیار کرے اور اس کے ساتھ مل کر کام کرے وہ اللہ کی رحمت کا مستحق ہے اور جو شخص اس کی مخالفت کرے اور اس سے دشمنی کا اظہار کرے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا مستحق ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس کی خبر بھی دے اور اس کی اطاعت لازم کردے اُسے نبی کہتے ہیں +

حضرت محمد رسول اللہ کی دو بعثتیں انبیاء میں سب سے بزرگ اور بڑا وہ ہے جس کی بعثت کی ایک اور غرض بھی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ایک تو یہ نبی خود لوگوں کو تاریکی سے نور میں لانے کا ذریعہ بنے دوسرے اس کی قوم دوسرے لوگوں کی خدمت کے لیے بہترین گروہ یا جماعت ثابت ہو۔ اس نبی کی بعثت گویا ایک اور قسم کی بعثت پر بھی مشتمل ہوتی ہے چنانچہ پہلی بعثت کی طرف اس آیت میں اشارہ موجود ہے: ھُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ (خدا وہ ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا) اور اس نبی کی دوسری بعثت کی طرف اس آیت میں اشارہ موجود ہے کہ: کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (تم امت کا بہترین حصہ ہو جو لوگوں کے فائدے کے لیے چن چن کر جمع کیے گئے ہو) خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُیَسِّرِیْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِیْنَ (تم کو اس لیے بھیجا گیا ہے کہ تم لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرو نہ اس لیے کہ لوگوں کو تنگی میں مبتلا کرو +

آنحضرت صلعم کی جامعیت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جو نبی گزرے ہیں وہ مفہمین کی مذکورہ بالا صفات میں سے ایک ایک دو دو صفتوں کے مالک تھے

واستوجب اثم البغشلین وکان من الانبیاء قبلہ من بذرک
قتلا وفتنین ونحو ذلک اھ

فائدہ عظیمہ: قال الامام ولی اللہ فی التفہیمات[1]

ان تشعب الدین طرقاً ومذاہب وکون الامۃ فیہا احزابا متحزبۃ وجموعا مجتمعۃ امر عظیم ھال خاصتہم وعامتہم

فمن اہل اللہ من کشف لہ عن ارتباط کل قول نطق بہ فقیہ من فقہاء الاسلام بالشریعۃ المحمدیۃ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات ولم یکشف لہ عن الجادۃ القویمۃ التی اقامہا اللہ تعالیٰ بعبادہ ورضی لہم من فاز فان بحظ وافر ومن اخطأہا لم یفز بالحظ الوافر وان کان لہ اجر غنائہ فسکت عن ترجیح بعض الاقوال علی بعض وحمل اختلافہا علی العزیمۃ والرخصۃ فمن قوی علی العزیمۃ فالیاخذ بہا ومن قصر عنہا قوتہ الجسمانیہ اوقوۃ الروحانیۃ فلیاخذ بالرخصۃ وبسط فی ذلک کلامہ کالشعراوی فی میزانہ وقد سبقہ الشیخ محی الدین محمد بن علی بن العربی الی اصل ذلک

---

[1] جلد اول ص ۱۴۸

لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مفہم[1] کل تمام قسموں کے فنون پر حادی اور دونوں قسم کی بعثت مکمل طور پر حاصل کر چکے ہیں۔

فائدہ چہاردہم: حضرت امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفہیمات الالٰہیہ میں فرماتے ہیں کہ:۔

"دین کے مختلف طریقوں اور مذہبوں میں بٹ جانے اور امت کے مختلف گروہ اور فرقے بن جانے سے خاص اور عام لوگ بہت حیرانی محسوس کر رہے ہیں

جادہ قومیہ سے ناواقف لوگ | چنانچہ اہل اللہ میں سے بعض وہ لوگ ہیں جن کو فقہاء اسلام میں سے کسی فقیہ کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات) کے ساتھ ربط دینے کا کشف دیا گیا لیکن ان کو اس جادۂ قویمہ کا کوئی علم نہیں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے قائم کیا ہے۔ اور جسے ان کے لیے پسند فرمایا ہے۔ جب اس جادۂ قویمہ کا علم حاصل ہو گیا۔ وہ حقیقت کا بہت بڑا حصہ لے گیا اور جو اس سے چوک گیا اُسے بڑا حصہ نہ ملا گو اسے اس کی تکلیف اٹھانے کا اجر مل کر رہتا ہے۔ اس پائے کے لوگ (یعنی جو صرف فقیہہ جزئیات کو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ربط دینا ہی جانتے ہیں۔ اور جادۂ قویمہ کے علم سے محروم ہیں) کسی ایک قول کو دوسرے قول پر ترجیح نہیں دے سکتے۔ یہ لوگ مختلف اقوال کی توجیہ عموماً یہ کہہ کر دیتے ہیں کہ ان میں سے ایک عزیمت ہے اور دوسرا رخصت[2]۔ اس لئے جو شخص عزیمت کے مطابق کام کر سکتا ہے۔ وہ ایک قول پر عمل کرے اور جس کی جسمانی یا روحانی طاقت کمزور ہے۔ اور وہ عزیمت پر عمل نہیں کر سکتا، وہ رخصت پر عمل کرے۔ اس بارے میں ان لوگوں نے خوب سیر حاصل لکھا ہے۔ جیسے شعرانی نئے میزان میں اور ان سے بھی پہلے شیخ محی الدین ابن عربی نے جس سے شعرانی نے لیا ہے۔

---

[1] مشقت برداشت کرتا [2] اجازت

ومن اهل الله من يترای له الجادة القويمة التی تؤدّی الی ظاهر الشريعة والّتی نوارثها جماهير المسلمين عن جهابذة التابعين عن كبار الصحابة عن النبی صلّی الله عليه وآله وسلّم اخذاً هم كالمتناول باليد او لم يتوارثوا عين ذلك ولكنه اشبه شئ بما توارثوه ويترای وراء ذلك مذاهب اهل الرای التی هی كالحافات والجوانب فرای التكلم فی الترجيح الراجح نصراً للدين و ذبّاً عنه كاكثر الفقهاء المحدثين فانهم قد بالغوا فيه

ومن اهل الله من كشف له عن الامرين فسلّمها كلّها على معنی انها من دائرة الشرع وان المتعبّد بها فی فسحة من دينه متبيّن لله تعالی معذور عنده غير ان الفضل للجادة القويمة وهی المرضية عند الله كلّ الرضاء

ومن اعظم نعم الله علیّ ان جعلنی من الحزب الثالث و كشف لی عن اصل الشريعة وعن تنبيهاتها الحاصل علی لسان النبی صلّی الله عليه وسلّم كما قال عزّ من قائل لتبيّن للناس ما نزّل اليهم مثاله قال الله تعالی: اقيموا الصّلوة واتوا الزّكوة فالاقامة ماخوذة من قامت السّوق اذا وجد فيها البيع والشراء ومعناها ههنا الترويج والاشاعة

جادۂ قویمہ کے قریب پہنچنے والے لوگ دوسرے اہل اللہ وہ ہیں جن کو صرف وہ جادۂ قویمہ نظر آیا۔ جو بظاہر شریعت کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے بڑے صحابہ اور اجلّہ تابعین کے ذریعے سے بطریق ظاہری جمہور مسلمانوں کو پہنچا جیسے دست بدست لیتے ہیں۔ یا انہیں اصل جادۂ قویمہ تو نہیں ملا لیکن اس کے قریب قریب کوئی چیز مل گئی انہیں اس جادے سے ہٹ کر اہل راستہ علماء کے مذاہب بھی نظر آئے جو منزل کے کناروں کے ہیں چنانچہ انہوں نے یہ دین ہی ترجیح دینے کے قابل ہے۔ اسے ترجیح دینے میں دین کی مدد اور مدافعت سمجھی جیسے اکثر فقہائے دین کا خیال ہے۔ انہوں نے اس بارے میں بہت طویل بحثیں کی ہیں۔

جادۂ قویمہ کے شناسا اہل اللہ کا تیسرا گروہ وہ ہے جن پر دونوں باتیں کھل گئیں، ذہنی جزوی تفصیلات بھی اور جادۂ قویمہ ظاہر شریعت اور باطن شریعت بھی، انہوں نے ان دونوں کو شرع کے دائرے کے اندر تسلیم کر لیا اور ظاہر کیا کہ جو لوگ ان کے مطابق کریں، وہ بھی دین کی فراخی میں داخل ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے دین پر ہیں۔ اور ان کا عذر اللہ کے ہاں قبول ہے۔ صرف یہ بات ہے کہ جادۂ قویمہ اصل چیز ہے جسے اللہ پسند فرماتا ہے۔ اسے سب باتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اور یہی راستہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔

امام صاحب جادۂ قویمہ کے عالم ہیں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے مجھ پر یہ نعمت بھی ہے کہ اس نے مجھے اس تیسری جماعت میں شامل کیا اور مجھ پر شریعت کی اصل اور اس کی تشریح جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ادا ہوئی ہے دونوں ظاہر ہوئی ہیں جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ لتبین للناس ما نزل الیہم (تاکہ تو جو کچھ تجھ پر نازل ہوا ہے اس کی تشریح کر دے)

امام صاحب کو نبی اکرم صلعم کے تبیان کا علم ہے اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ (نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو) اس میں لفظ اقامت کا مفہوم عربی محاورہ قامت السوق سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں بازار لگا ہوا ہے۔ یعنی اس میں خرید و فروخت

فبین النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الترویج المقصود توقیت الاوقات وتعیین عدد الرکعات وتعلیم صفۃ الصلوٰۃ وتشریع الاذان وتاکید امر الجماعۃ والجمع والندب الی بناء المساجد وحضورہا فکل ہذہ الابواب تبیان لاقامۃ الصلوٰۃ ولولا بیانہ الواضح المفصل لم نعلم شیئاً من ذلک ابداً وکذالک بین ایتاء الزکوٰۃ بتعیین النصاب والمقدار الواجب اخراجہ والجنس الواجب اخراجہا منہ الی غیر ذالک

ثم عن تبیان تبیانہا الحاصل علی السنۃ صحابہ والتابعین کما اشار الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیث قال اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر وقال اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم مثالہ: قصر النبی الصلوٰۃ فی السفر والسفر عندنا امر مبہم فلحق بہ فعل ابن عمر وابن عباس بیاناً انہ مسیرۃ اربعۃ برد ثم عن ایضاحہما وتدوین اصولہا وفروعہا الحاصل علی ایدی المجتہدین المتقدمین مثالہ قال اللہ تعالیٰ اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین فتکلم المجتہدون ان الغسل معناہ اسالۃ الماء

خوب ہو رہی ہے ایسے ہی اقامۃ الصلوٰۃ معنی ہوئے اس کو ترویج دینا اور اس کی اشاعت کرنا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جو تشریح فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ فلاں وقت پر نماز پڑھی جائے۔ ہر ایک نماز میں اتنی اتنی رکعتیں پڑھی جائیں نماز یوں ادا کی جائے اور یوں اذان دی جائے۔ بغیر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے اور جمعے ادا کرنے کی سخت تاکید کی اور مسجدیں تعمیر کرنے کو بہت ثواب کا باعث فرمایا یہ سب باتیں اقامت صلوٰۃ کے دوران میں آکر نماز پڑھنے کے تبیان میں داخل ہیں اگر حضرت نبی اکرم صلعم کی زبان مبارک سے یہ صاف صاف اور کھلا بیان ہمیں نہ پہنچتا تو ہمیں کبھی اقیموا الصلوٰۃ کے معنی سمجھ میں نہ آتے ایتاء الزکوٰۃ کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیئے کیونکہ حضرت نبی اکرم صلعم نے اس کی تشریح کر کے بتایا ہے کہ کتنے مال یا نقد پر زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے کتنی زکوٰۃ دینی چاہیئے اور زکوٰۃ میں کون کونسی جنس پر زکوٰۃ لازم ہے۔ وغیرہ وغیرہ

امام صاحب کو صحابہ کرام کے اصطلاح کا علم بھی ہے

مجھ بندۂ ناچیز پر خدا تعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین کی زبان سے شریعت کا جو بیان ہوا ہے اس کی وضاحت کرنے کی بھی خدا تعالیٰ نے مجھے توفیق دی ہے چنانچہ صحابہ کرام کے متعلق خود حضرت نبی اکرم صلعم کا ارشاد مبارک ہے کہ میرے بعد جو دو آئیں گے ان کا اتباع کرو یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ کا نیز فرمایا کہ میرے صحابی ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جس کا اتباع کرو گے سیدھے راستے ہی پر رہو گے" اس کی مثال یہ ہے کہ نبی اکرم صلعم نے سفر میں نماز قصر کی ہمارے نزدیک سفر ایک مبہم امر ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے فعل سے واضح ہو گیا کہ چار برد[1] ہونا ہے

امام صاحب کو مجتہدین متقدمین کی تشریح کا علم بھی ہے

ایسے ہی خدا تعالیٰ کا مجھ پر یہ بھی احسان ہے کہ مجتہدین متقدمین نے شریعت کے جو اصول و فروع کی تدوین کی ہے اس کی توضیح کی بھی مجھے توفیق عطا فرمائی مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کیا کرو اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں دھو لیا کرو۔ اس میں غسل سے کیا مراد ہے مجتہدین نے بتایا ہے کہ غسل کے معنی ہیں پانی بہانا

۱؎ برد بارہ میل کا فاصلہ ۱۲

Marfat.com

فقط او یشترط معہما الدلک والوجہ حدہ من کذا وکذا او الی المرافق معناہ مع المرافق وہل یکفی مسمی المسح ولو علی شعرۃ او شعرتین اولابد من مسح ربع الراس او من مسح کلہ ؟

ثم عن شرح مذاہبہم واقاویلہم والتخریج عن قواعدہم الحاصل علی ایدی المتاخرین من الفقہاء فی کل مذہب فکشف لی عن کل ذلک بترتیبہ الواقع فی نفس الامر کانی اراہ ببصری فرأیتُ کل قول تنیل فی الدین مرتبطاً باصل الشریعۃ بواسطۃ او بغیر واسطۃ

وما اصدق ما قیل فی ذلک ان مثلہ کمثل دوحۃ نبعت منہا غصون کبار ومن تلک الغصون غصون أُخری صغار ونبتت فی الغصون الصغار اوراق واثمار

او مثلہ کمثل عین نبع منہا جداول کبار ومن تلک الجداول اخری صغار واغترف من الصغار فی الاوانی ووقع منہا شئ من السواقی ومنابت الاشجار

یا (بقول بعض) ملنا بھی اس میں داخل ہے اور وجہ (منہ) کی حد یہاں سے وہاں تک ہے۔ اور (الی المرافق) میں الیٰ (تک) سے مراد مع (ساتھ) ہے (یعنی کہنیوں سمیت) پھر وہ اس امر کی بھی تصحیح کرتے ہیں کہ جسے مسح کہتے ہیں، وہ ایک یا دو بالوں پر ہو جائے تو بھی کافی ہے یا چوتھائی سر کے ہو یا سارے سر کا ہو تو مسح ہوتا ہے۔

امام صاحب کو مجتہدین متقدمین کے اقوال کی شرح کا علم بخشا ہے

پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ان مجتہدین متقدمین کے مذاہب اور اقوال کی شرح منکشف کر دی۔ اور ہر مذہب کے متاخرین فقہا نے ان متقدمین کے قواعد کے پیش نظر جن جزئیات کی تخریج و تفریع کی ہے۔ وہ بھی منکشف کر دیں۔

وہ ان سب کا ربط بھی جانتے ہیں

الغرض مذکورہ بالا سب باتیں مجھ پر اس ترتیب کے ساتھ جس پر وہ واقع ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیں۔ ایسی کھول دیں گویا میں انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں۔ اب میں ہر ایک قول کو اصل شریعت کے ساتھ مربوط دیکھتا ہوں۔ خواہ یہ رابطہ بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ۔ اس بارے میں یہ قول کتنا سچا ہے کہ دین کی مثال اس تنے کی ہے۔ جس سے بڑے بڑے ٹہنے نکلتے ہیں۔ پھر ان بڑے ٹہنوں میں سے چھوٹی چھوٹی ٹہنیاں اگتی ہیں اور ان ٹہنیوں پر پتے اور پھول لگتے ہیں۔ یا اس کی مثال چشمہ کی ہے جس میں سے پہلے بڑی نہریں نکلتی ہیں۔ پھر ان سے چھوٹی نہریں یا کھائیاں نکلتی ہیں۔ پھر ان چھوٹی نہروں میں سے برتنوں میں پانی بھر لیا جاتا ہے اور برتنوں سے کچھ پانی درختوں کے طشتوں میں ڈالا جاتا ہے۔

وکشف لی ایضاً عن حاق الطریق والشارع الذی لیلہ کنہارہ واولہ آخرہ وعن طرق مخفیۃ المکان مطموسۃ المنار لاتؤدی الی ما علیہ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم واصحابہ الا بعد طیّ وعرالرای وحزن الاوہام وبعد مکابدۃ حبال التقلید لمن یجری علیہ الخطأ والثواب واکام التخریج علی قول من یعتورہ الحق والباطل ؛ وکشف لی عن حقیقۃ الرای الذی نطق بذمہا السلف ونسبوا الیہا رجالاً من فقہاءہم ؛

فمثل السنۃ الظاہرۃ کمثل اللغۃ التی کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ یقرأ بہا القرآن ومثل الاقاویل التی ہی علی یمینہا وشمالہا کمثل الاحرف التی رخص النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یقرؤا بہا القرآن دفعاً للحرج من امتہ ؛

ومثل السنۃ الظاہرۃ کمثل من حضر محفل الخلیفۃ فسمع منہ باذنیہ وشاہدہ حین تکلم بما تکلم ووعاہ لسبیہ بذالک ومثل الاقاویل المخرجۃ علی قواعدہم کمثل سوقی تخمص الیہ من احکام الخلیفۃ ومما یظن بہ ان یأمر ما ادّاہ الی فطانۃ وحدس فی بعض الا رفصل، ومن اعظم نعم اللہ علی ان کشف لی ان الشارع افادنا

لہ التفہیمات الالٰہیہ جلد اول ص۵۳

مجھ پر وہ راستہ اور شاہراہ بھی منکشف ہوگئی، جو اتنی روشن ہے کہ اس کی رات اس کے دن کی مانند ہے اور اس کا اوّل اس کے آخر کی طرح ہے۔ نیز مجھے وہ چھوٹے چھوٹے مٹے ہوئے سے نشانہائے راہ بھی معلوم ہوگئے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی راہ تک خودرائی کی دلدل اور اوہام کی سنگلاخ راہ طے کرنے اور ان لوگوں کی تقلید کے پہاڑ پھاندنے کے بعد پہنچ سکتے ہیں جو غلطی پر بھی ہو سکتے ہیں اور راستی پر بھی، اور اُن لوگوں کے اقوال سے تخریجات کے ٹیلوں کو عبور کرکے ہی پہنچ سکتے ہیں۔ یہ حق اور باطل دونوں کے حامل ہو سکتے ہیں ؛

رائے کی حقیقت کا انکشاف مجھ پر اس رائے کی حقیقت بھی واضح ہوگئی۔ جس کی سلف نے مذمت کی ہے اور جس کی طرف اپنے بعض فقہاء کو منسوب کیا ہے ؛

سنّتِ ظاہرہ سنت ظاہرہ کی مثال ایسی ہے، جیسے وہ زبان جس میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم قرآن حکیم کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اور سنّتِ ظاہرہ کے ادھر اُدھر کی جو باتیں ہیں۔ ان کی مثال ان لہجوں کی ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے قرآن کی تلاوت کی اجازت صرف اس لیے دی ہے۔ کہ آپ (صلعم) کی اُمّت کو تکلیف نہ ہو ؛

نیز سنّتِ ظاہرہ کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی شخص نے دربارِ شاہی میں حاضر ہو کر بادشاہ کے احکام اپنے کانوں سے سن لیے۔ اور اُسے بولتے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اور اس کے دل نے اس کے احکام یاد کرلیے۔ ائمہ دین کے معین کردہ قواعد کے مطابق نکالے ہوئے مسئلوں کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی عام آدمی کو بادشاہ کی بعض باتیں پہنچیں اور وہ ان پر اپنے بعض قیاسات قائم کرے ؛

فصل۔ علم شریعت کی دو قسمیں اللہ تعالیٰ کا مجھ پر یہ بھی بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھ پر اس حقیقت کا انکشاف کیا کہ حضرت شارع نے ہمیں دو قسم کے علم دیئے ہیں ؛

Marfat.com

نوعين من العلم متمايزين باحكامهما متغايرين فى مراتبهما احدهما علم المصالح والمفاسد والثانى علم الشرائع والحدود وكأنى اراهما ببصرى واميز بين الخيلتين واعرف كلا الامرين وهذا علم شريف لم ار احدا سبقنى الى بيانه وكشف اصوله وفروعه وتنزيل المسائل عليه۔

ومن اعظم نعم الله على ان كشف لى عن اسباب اختلاف الفقهاء بعد احكام الجادة القويمة التى اشرت اليها فى بعض التفاصيل والتفاريع محصورة مضبوطة فى مقدمات كلية من ايقنها لم يتوقف فى فهم شئ من مواضع الاختلاف ورأى الجادة القويمة بحيالها متمثلة بين عينيه منتحية عنده ولا به ورأى التفاصيل المختلف فيها المراض رؤيا ناشيا من اختلاف فهوم الآخذين للملة من ماخذها والمتلقين لها عن منبعها وكشف لى ان الاختلاف على اربعة منازل۔ اختلاف مردود ۔ و ليس لقائله ولا لمقلده من بعده عذر وهذا قليل الوجود فى المذاهب الاربعة المدونة واختلاف مردود ولقائله عذر بما لم يبلغه حديث صحيح دال على خلافه فاذا بلغه فلا عذر له

یعنی ہیں ایک کے احکام دوسرے سے مختلف ہیں اور ایک کا مرتبہ دوسرے سے الگ ہے۔

(۱) علم المصالح والمفاسد (۲) علم الشرائع والحدود۔

مجھے یہ دونوں قسم کے علوم علیحدہ علیحدہ بطور تفصیل کے اس طرح نظر آتے ہیں کہ میں ہر دو میں پوری طرح تمیز کر سکتا ہوں اور دونوں کو خوب سمجھ سکتا ہوں یہ وہ علم شریعت ہے جس کے متعلق بیان کرنے اور جس کے اصول و فروع واضح کرنے اور مسائل کو اس علم پر حل کرنے میں مجھ پر کسی نے سبقت نہیں کی۔

جادۂ قویمہ میں اختلافات حق سبحانہ تعالیٰ کا مجھ پر یہ بھی بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھ پر مذاہب کے اختلاف کے اسباب منکشف کر دیے ہیں اور یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ وہ جادۂ قویمہ کو ترک کر دینے کے بعد جس کی تفصیلات اور تعریفات کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے۔ جو مقدمات کلیہ میں تحریر ہو چکی ہیں اور تحت میں لائی جا چکی ہیں جو شخص ان کلیات پر پختگی حاصل کرے وہ اختلاف کے مقامات میں اصل بات کے سمجھنے میں بند نہیں رہ سکے گا اور وہ ہمارے جادۂ قویمہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے متمثل پائے گا اور وہ اس کے لیے متشخص ہو جائے گا اور وہ سمجھ لے گا کہ مذہب کو اپنے ماخذ سے اخذ کرنے والوں اور اپنے متبع سے لینے والوں کے فہموں میں اختلاف کے سبب سے ان تفاصیل میں اختلافات کا پیدا ہو جانا ایک ضروری چیز ہے۔

اختلاف کے چار درجے مجھ پر یہ بات بھی روشن ہو چکی ہے کہ اختلاف کے چار درجے ہیں:

اختلاف مردود نامقبول (۱) اختلاف مردود جس میں اختلاف کرنے والے اور اس خلاف کی پیروی کرنے والے کے ہاتھ میں کوئی معقول سند نہیں۔ اس قسم کا اختلاف چاروں مذاہب میں شاذ ہی پایا جاتا ہے۔

اختلاف مردود مقبول (۲) اختلاف مردود جس کے متعلق اختلاف کرنے والے کے پاس کوئی عذر ہے مثلاً اس کے خلاف اسے کوئی حدیث نہیں پہنچی۔ جب اسے صحیح حدیث پہنچے گی وہ اسے چھوڑ دے گا۔

؎ یعنی شریعت کے احکام اس جادۂ قویمہ کے اشیاء ہوں گے۔

Marfat.com

واختلاف مقبول قد خیّر الشارع المکلفین فی طرفیه
تخییرا ظاهرا مطلقا کالاحرف السبعة من القرآن۔
واختلاف ادرکنا کون طرفیه مقبولین احیانا دأبا و
استنباطا من بعض کلام الشارع صلوات الله و
سلامه علیه والانسان مکلف به لا مطلقا بل بشرط
الاجتهاد وتأکّد الظن وتقلید ممن حصل له ذلک
وکشف لی ان فی کل مذهب ظاهرا وشاذا فظاهر
الروایة فی مذهب ابی حنیفة ما حواه الاصول الخمسة
وما صرح فیها محمد بن الحسن انه مذهب ابی
حنیفة وقوله الذی اعتمد علیه
وظاهر الروایة فی مذهب مالک ما صرح به ابن القاسم
وما ذکره فی المدونة انه قول مالک الذی علیه اعتماده و
ظاهر الروایة فی مذهب الشافعی ما اعتمده الشیخان الرافعی
والنووی واصحابه مذهب الشافعی وقوله المشهور
المعمول به وما سوی ذلک مما یوجد من روایة غیر
المشهورین او غیر الضابطین بمذهب هؤلاء فهو الشاذ فکذلک
فی الشریعة المطهرة المصطفویة علی صاحبها الصلوات والتسلیمات ظاهر وشاذ

اختلاف مقبول محمود (۳) اختلاف مقبول جس کی بنیاد یہ ہے کہ حضرت شارعؑ نے لوگوں کو کھلم کھلا اور مطلق اختیار دے دیا ہے کہ یوں کریں یا یوں کریں۔ جیسے سات لہجوں میں قرآن حکیم پڑھنے کی اجازت ۔

اختلاف تقلیدی (۴) وہ اختلاف کہ ہم حضرت شارعؑ کے بعض کلام سے اجتہاد اور استنباط کے لحاظ سے دونوں طرح اختلاف کے ہونے کو مقبول پاتے ہیں۔ انسان اس کا مکلف ہے مگر بطور مطلق نہیں بلکہ صرف اس صورت میں کہ خود اجتہاد کیا ہو یا اس کے متعلق ظن غالب ہو کہ یہ صحیح استنباط ہے، یا جیسے ان باتوں میں سے کوئی حاصل ہو، اس کی تقلید کا ذمہ لیا ہو ۔

مذاہب اربعہ کا ظاہر اور شاذ مجھ پر یہ بات بھی منکشف ہو گئی ہے کہ ہر ایک مذہب میں ظاہر بھی ہے اور شاذ بھی چنانچہ

حنفی: مذہب ابوحنیفہؒ میں ظاہر روایت تو وہ ہے، جو اصول خمسہ[له] میں آگئی ہے اور محمد بن الحسنؒ کی تصریحات کہ یہ مذہب امام ابوحنیفہ ہے۔ اور وہ باتیں جن کے متعلق محمد بن الحسن کہتے ہیں کہ میں ان پر اعتماد کرتا ہوں ۔

مالکی: مذہب مالکؒ میں ظاہر الروایۃ وہ ہے جو ابن قاسمؒ نے المدونہ میں بیان کیا کہ حضرت امام مالکؒ کا قول ہے جس پر اس کا اعتماد ہے ۔

شافعی: مذہب شافعیؒ میں ظاہر الروایت وہ ہے جو حضرت رافعیؒ اور نوویؒ نے بیان کیا ہے کہ یہ مذہب شافعی ہے اور ان کا مشہور قول ہے جس پر عمل کیا جاتا ہے ۔

ان کے علاوہ جو باتیں غیر مشہور اور غیر منضبط روایتوں میں پائی جاتی ہیں۔ وہ شاذ کے درجے میں ہیں۔

شریعت مصطفویہ کا ظاہر او شاذ ایسے ہی شریعت مطہرہ مصطفویہ (علی صاحب الصلوات والتسلیمات) میں ظاہر بھی ہے اور شاذ بھی۔

له یعنی یہ پانچ کتابیں (۱) سیر صغیر (۲) سیر کبیر (۳) جامع صغیر (۴) جامع کبیر اور (۵) مبسوط۔ (مرتب)

Marfat.com

وظاهر الشريعة المصطفوية له مراتب مرتبة فاقواها ما وجد
في نص القرآن منطوقاً به بحيث لا يخفى المراد
منه على العارف باللسان
ويتلوه ما نطق به الاحاديث المستفيضة الصحيحة
المروية في صحيحي الشيخين ابي عبد الله البخاري ومسلم
النيسابوري وموطا مالك من غير تعارض الاخبار والاختلاف
الفاحش في الفاظ الروايات اعني بذلك ما يجتمع
فيه اربعة شروط يكون صريحاً في معناه لا يخفى المراد
منه على العارف باللسان ويكون مستفيضاً قد رواه
من الصحابة ثلثة فاكثر ثم لم تزل تتزايد الرواة في كل
طبقة حتى جاءت طبقة حفاظ الحديث وجهابذة الفقهاء
فانتصبوه وقالوا به
ويكون مروياً في هذه الكتب الثلثة فان لها شاناً في
الاسلام ليس لغيرها وان لها قبولاً عند العلماء بالحديث
والفقه ليس لغيرها وان لها صحة لم يشتهد وانتها في غيرها
وان لها اشتهاراً في علماء الحديث والفقه شائعاً قديماً وحديثاً
الحجازيين منها والشاميين والعراقيين ليس مثله لغيرها

Marfat.com

شریعت ظاہر کے درجات: شریعت مصطفویہ کے ظاہر کے کئی درجے ہیں :

۱۔ قرآن حکیم : سب سے قوی تو وہ ہے جو قرآن حکیم میں صاف صاف طور پر مذکور ہے۔ اور جسے ہر وہ شخص جو اس کی زبان جانتا ہے سمجھ سکتا ہے :

۲۔ موطا اور صحیحین : اس سے گھٹ کر وہ ہے جو صحیح روایات میں آگیا ہے جس کی روایت بخاری، مسلم اور موطا امام مالک رح میں آئی ہے۔ بغیر اس کے کہ ان تینوں میں کوئی تعارض اسناد ہو یا روایت کے الفاظ میں کوئی نمایاں فرق ہو۔ میری مراد یہ ہے کہ وہ ان چار شرطوں پر پورا اترے :

(۱) اس روایت کے معنی صاف و صریح ہوں۔ عربی دان خود اُسے سمجھ سکے ؛

(ب) بالکل صحیح روایت ہو، جسے کم سے کم تین یا زیادہ صحابہ نے روایت کیا ہو۔ اس کے بعد ہر طبقے میں راویوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہو، یہاں تک کہ حفاظ حدیث اور بڑے بڑے فقہاء نے اکثر اس روایت کو پسند کیا ہو اور اس سے سند پکڑی ہو۔

(ج) وہ روایت ان تینوں کتابوں میں آئی ہو۔ کیونکہ ان تینوں کتابوں کی اسلام میں وہ شان ہے جو کسی اور کتاب کو نصیب نہیں ہوئی اور حدیث اور فقہ کے علماء میں انہیں وہ قبولیت حاصل ہے جو کسی اور کتاب کو نہیں ہوئی۔ اور ان کتابوں کی صحت ایسی ہے کہ علمائے امت کی ان کے سوا اور کتابوں کے متعلق شہادت نہیں دی۔ اور ان کتابوں کو مشرق و مغرب، حجاز و شام اور عراق عرب اور عراق عجم کے علماء حدیث و فقہ میں شہرت حاصل ہو چکی ہے۔ جو کسی اور کتاب کو حاصل نہیں ہوئی۔

Marfat.com

وان للخوض اشتغالاً بشرح غريبها وضبط مشكلها وتخريج نقصها
وذكر رواتها ليس لهم مثل ذلك الاشتغال لغير هذه الكتب
وهذا امر لا يكاد يخفى الا على اجنبي عن ملاحظ القوم
ولا يكون هناك تعارض الاخبار عن النبي صلى
الله عليه واله وسلم لا سيما في مثل هذه الكتب
ويتلوه ما حكاه مالك في الموطا انه مذهب كبار الصحابة
والتابعين والذي جرى عليه عمل اهل المدينة من لدن زمان
النبوة الى زمانه ثم لم يتعقبه الشافعي واحمد والبخاري
وامثالهم من الجامعين بين الحديث والفقه فيما قرره
بل ارتضوه وقالوا به وشدوه بصريح الاخبار جاءت
من النبي صلى الله عليه وسلم صحيحة او حسنة و
ان كانت من اخبار الاحاد او بدلالتها و
اشارتها او باثار جم غفير من الصحابة والتابعين
او بقياس واضح واستنباط قوي
وفي حكم ما حكاه مالك كذلك ما كان مثله مما يرويه
سفيان الثوري مثلا ويكثره في حكاية مالك اكثر واوفق وفي
حكاية غيره لا تجد ذلك الا قل قليل

Marfat.com

اور علماء ہمیشہ ان تینوں کتابوں کے مشکل الفاظ کی تشریح اور ان کے ہم شکل الفاظ کا ضبط اور ان سے مسائل کی تخریج کرتے رہے ہیں اور ان کتابوں کے سوا کسی اور کتاب سے اتنا شغل نہیں رہا۔ اور یہ ایسی چیز ہے جو صرف اس شخص پر پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ جو لوگوں کے حالات سے بے خبر ہو۔

(د) ان کتابوں میں جو روایات آئی ہیں۔ اُن کے خلاف حضرت نبی اکرم صلعم سے کوئی اور روایت نہ آئی ہو، خصوصاً انہی کتابوں میں اس کے خلاف نہ آئی ہو۔

مؤطا تعامل اہل مدینہ اس کے بعد وہ روایات ہیں جن کا ذکر امام مالکؒ نے بایں طور کیا ہے کہ یہ بڑے بڑے صحابہ اور تابعین کا مذہب ہے اور اس پر حضرت نبی صلعم کے زمانہ مبارک سے لے کر خود حضرت امام مالکؒ کے زمانہ تک اہل مدینہ کا عمل رہا ہے اور جو لوگ روایت و درایت کے جامع ہیں۔ مثلاً امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام بخاریؒ وغیرہ۔ انہوں نے حضرت امام مالکؒ کے ان اقوال کے خلاف نہ پایا ہو۔ بلکہ اُسے پسند کیا ہو اور اسے قابل سمجھا ہو، بلکہ آپ سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح روایات یعنی صحیح یا حسن روایات سے (خواہ ان کا راوی ایک ہی کیوں نہ ہو) یا دلالت یا اشارت سے یا صحابہ اور تابعین کی بہت بڑی جماعت کے آثار سے یا قیاس واضح سے یہ استنباط قوی تر اور بھی پختہ کر دیا ہو۔

حضرت امام مالکؒ کی روایات کے درجے کی وہ روایات بھی ہیں۔ جو حضرت سفیان ثوری نے بیان کی ہیں۔ لیکن حضرت امام مالکؒ کی روایات ایک تو بہت کثیر تعداد میں موجود ہیں دوسرے وہ زیادہ موافق واقع ہیں۔ دوسروں کی روایتوں میں یہ بات بہت کم پائی جاتی ہے۔

Marfat.com

ویتلوہ[1] ما صح فیہ حدیث صحیح او حسن فی الکتب المشہورۃ وقام بمثلہ الحجۃ واخذ بہ جماعۃ من الفقہاء او کان استنباطاً صحیحاً قویاً تشہد لہ الجماعۃ بالصحۃ واللہ اعلم

فہذا کلہ ظاہر شریعۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والجادۃ القویمۃ من سننہ والمبین رشدہ والباطن قدرہ ومن خالف ذلک کان مردوداً علیہ

فان کان مخالفاً للقرآن العظیم والمشہور من الحدیث او الاجماع او القیاس الجلی لم یکن معذوراً قط وان کان مخالفاً لما دون ذلک ربما کان معذوراً حتی یبلغہ الحدیث ویرتفع الحجاب ثم لا عذر لمقلدہ من بعدہ اذا وضح الامر[2]

(فصل) فیجب علیک ان تتامل ما نبہت من الشریعۃ بھذہ المثابۃ تاملاً بلیغاً حتی تمیزہ من غیرہ فیتمثل بین عینیک وتتشبہ فی فؤادک ولدیک ثم عض علیہ بنواجذک واعتصم بہ بمجامع یدک ولا تصغ لمن خالفک فی ذلک ابداً

ثم بعد احکام ھذہ الجادۃ القویمۃ فربما یقع الاختلاف لبعض الاسباب فما کان قریب الماخذ ولیس فیہ تفسیر ظاہر

---

[1] التفہیمات الالہیہ جلد اول صفحہ ۱۵۱ سے ۱۵۵ تک [2] التفہیمات الالہیہ جلد اول ص۱۵۵ تک

Marfat.com

دہم، کتب مشہورہ اس کے بعد وہ امور ہیں جن کے متعلق کوئی صحیح یا حسن روایت باقی مشہور کتابوں میں پائی جاتی ہے جس سے علماء نے حجت پکڑی ہے اور فقہاء کی جماعت نے اسے لیا ہے یا ایسی روایت سے کوئی صحیح استنباط کیا گیا ہے جس پر علماء کی ایک جماعت صحت کا فتوی لگاتی ہے۔ واللہ اعلم

یہ سب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر شریعت اور آپ کی سنت کا جادۂ قویمہ ہے جس کی راستی ظاہر اور جس کی قدر واضح ہے۔ جو شخص اس کے خلاف چلتا ہے وہ مردود ہے۔

عذر کے درجات جس شخص کا قول یا عمل قرآن عظیم کے مخالف ہو یا مشہور حدیث کے خلاف ہو یا اجماع یا قیاس واضح کے خلاف ہو وہ بالکل معذور نہیں ہے۔ البتہ ان کے علاوہ کسی اور چیز کے خلاف ہو تو وہ معذور ہو سکتا ہے یہاں تک کہ راستہ سے ہٹ لی جائے اور حجاب دور ہو جائے جب یوں حقیقت نفس الامر واضح ہو جائے تو پھر مقلد کا کوئی عذر قبول نہیں ہو سکتا۔

فصل

اختلاف محمود پس تجھ پر لازم ہے کہ تو شریعت پر اس طریق سے کہ غور کرے۔ یہاں تک کہ تجھے شریعت سے ثابت شدہ کی غیر ثابت شدہ سے تمیز ہو اور یہ تیری آنکھوں کے سامنے اور تیرے دل کے اندر متمثل ہو جائے پھر اسے اپنے دانتوں سے مضبوط پکڑے اور اپنے ہاتھوں سے مضبوط کر کے تھام لے۔ اور جو شخص اس کے خلاف جا رہا ہو۔ اس کی بات پر ہرگز کان نہ دھر۔

جادۂ قویمہ پختگی کے ساتھ معلوم کر لینے کے بعد بھی کبھی کبھی بعض اشیاء کی بنا پر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ اختلاف ماخذ کے قریب ہو اور اس میں خطا ہی قصور کوئی نہ ہو

فلا ننكره اصلاً بل نسلم كل قول نبيل من هذا القبيل و مثله كمثل اقوال الفقهاء المقلدين لمذهب واحد اذا اختلفوا في تخريج الوجوه او تفسير عبارة الامام او تصحيح الاقوال والوجوه عند المتقيدين بالمذاهب فانهم لايرون ذلك مذاهب متغايرة ويتسامحون في مثله فكذلك انت اجعل الجادة القويمة مذهبا واحدا او سامح في الاقوال المختلفة ولا تخرج شيئا منها من الجادة القويمة من الشريعة المحمدية ومثال الخارج من هذه الجادة مسح القدمين في الوضوء واستحلال نكاح المتعة واستحلال الشراب المسكر اذا شرب منه قليلا واستحلال الحمر الانسية والقول بان آخر وقت الظهر ان يكون الظل مثلى الانسان بعد الفيء الاصلي ؛

ومثال الاختلاف بعد تسليم الجادة اختلافهم في الصائم هل يكره له السواك بعد الزوال ام لا وهل تستفتح الصلوة بسبحانك اللهم او بوجهت وجهي او لا تستفتح بشيء وهل يتشهد كتشهد ابن مسعود او كتشهد ابن عباس او كتشهد ابن عمر ؛ ثم ان سمت همتك في العلم وقويت عزيمتك في التقوى

تو اس کو بدعت مت کہو۔ بلکہ اس قسم کی بات کو تسلیم کر لو۔ اس کی مثال یہ ہے کہ بعض اوقات ایک مذہب کے مقلد فقہا کسی مسئلے کی تخریج کی وجوہ میں یا اپنے امام کی عبارت کی تفسیر کرنے میں یا کسی قول یا وجہ کی تصحیح کرنے میں اختلاف کر جاتے ہیں، کیونکہ وہ انہیں مختلف مذاہب نہیں سمجھتے اور ایسے موقعوں پر درگزر سے کام لیتے ہیں۔ تم بھی جادۂ قومیہ کو ایک مذہب تصوّر کرو اور اس کے متعلق جو مختلف اقوال ہیں ان کے متعلق سختی سے کام نہ لو اور کسی بات کے متعلق یہ مت کہو کہ یہ جادۂ قومیۂ محمدیہ سے خارج ہے۔

اس جادۂ قومیہ سے جو باتیں خارج ہیں۔ ان کی مثالیں یہ ہیں: وضو میں پاؤں کا مسح کرنا، متعہ کے نکاح کو حلال سمجھنا، تھوڑی سی نشہ آور شراب کا پینا جائز سمجھنا، گھریلو گدھوں کا گوشت کھانا حلال سمجھنا یا مثلاً یہ کہنا کہ ظہر کا وقت آخر فئے اصلی کے بعد انسان کی دو مثل تک ہے یہ

جادۂ قومیہ تسلیم کر لینے کے بعد اختلاف کی مثال، مثلاً کیا روزہ دار زوال کے بعد مسواک کر سکتا ہے یا نہیں؟ نماز کا آغاز سبحانک اللّٰھم الخ سے کیا جائے یا اِنّی وَجَّہتُ وَجْھِیَ لِلَّذِی الآیۃ سے کیا جائے یا کسی ثنا کے پڑھنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی جائے؟ یا مثلاً تشہد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے طریقے پر پڑھی جائے یا حضرت عبداللہ بن عباس کے طریق پر یا حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے طرز پر؟

اختلاف کے وقت کیا کیا جائے؟ اگر علم میں تمہاری ہمت بلند ہو اور تقویٰ میں تمہاری عزیمت قوی ہو۔

Marfat.com

فاعرض هذه التفاصيل على صريح الكتاب وظاهر السنة وفعل اكثر اهل العلم والقياس القوى واجمع بين الاحاديث المختلفة وتتبع الاخبار الصحيحة والحسنة والضعيفة المروية فى كتب المحدثين وخذ بالاقوى والاقيس والاحوط والاوفق انت رجل من المسلمين[1]

فصل، فان قلت[2] سلمت ان ما ذكرته هو الجادة الجليلة من الشريعة المصطفوية لكن كيف يكون لى تمييزه من غيره؟ ولعله يحتاج الى جمع كثير من الاحاديث يتعذر فى زماننا قلت هذا القدر لا يحتاج الى اكثر من الموطا والصحيحين وسنن ابى داؤد وجامع الترمذى وهذه الكتب معروفة مشهورة يمكن تحصيلها فى اقرب مدة ولكن يحتاج معرفة الجادة القويمة الجليلة منها الى نور باطنى يخلقه الله تعالى

فان لم يوجد ذلك النور فى قلبك وسبقك اليه بعض اخوانك وفهمك باللسان الذى تعرفه انت لم يبق لك بعد ذلك عذر والعلم عند الله تعالى اھ

---

[1] التفہیمات جلد اوّل ص ۱۵۲ سے ۱۵۵ تک طبع ڈابھیل، [2] ایضاً ص ۱۵۶

تو وہ تفاصیل جن میں اختلاف نظر آئے۔ انہیں کتاب اللہ کی تصریحات اور ظاہر سنت اور اہل علم کے تعامل، یا قیاس قوی کے ذریعے پرکھو۔ پھر جن صحیح، حسن یا ضعیف احادیث میں اختلاف پایا جائے۔ ان میں جمع کرنے کی کوشش کرو اور جو سب سے قوی، سب سے زیادہ قرین قیاس اور سب سے زیادہ محتاط طریق عمل ہو۔ اسے اختیار کر لو۔ ورنہ تم عامی مسلمان ہو گے ؛

فصل

کتب ضروریہ اگر تم یہ کہو کہ اچھا آپ نے جادۂ قویہ کی جو تعریف کی ہے، اسے میں تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن میں اسے غیر قویہ سے کس طرح تمیز کروں کیونکہ اس کے لیے تو بہت سی احادیث جمع کرنی پڑتی ہیں۔ جو ہمارے زمانہ میں ناممکن ہے ؛

میں اس کے جواب میں یہ عرض کرتا ہوں، کہ اس سلسلے میں تمہیں جس قدر احادیث کی ضرورت ہے، وہ مؤطا امام مالکؒ۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابو داؤد اور جامع ترمذی میں موجود ہیں اور یہ کتابیں آج کل بھی بسہولت حاصل کرنا چنداں مشکل نہیں۔ لیکن جادۂ قویہ کی پہچان کے لیے ان کتابوں کے مطالعے کے علاوہ ایک نور باطنی کی بھی ضرورت ہے۔ جو خدا تعالیٰ ہی پیدا کر سکتا ہے ؛

حضرت امام صاحبؒ کا مقام اگر تم اس نور علمی سے محروم ہو اور خدا تعالیٰ نے وہ نور تمہارے کسی بھائی کو عطا کر دیا ہے اور وہ تمہیں اس زبان میں سمجھاتا ہے۔ جسے تم سمجھ سکتے ہو۔ تو پھر تمہارے لیے اس کی بات سمجھنے اور ماننے میں، کیا عذر باقی رہ جاتا ہے؟ باقی حقیقت حال اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ (انتہیٰ)

(فائدہ)[15] قال الامام ولی اللہ فی ذکر اصحاب الاعراف من البدور البازغۃ۔ اصحاب الاعراف علی اصناف منھم الذین لم تبلغھم الدعوۃ اصلاً مثل سکان شواھق الجبال لم یتذکروا بربھم ولم یجد رابہ ولم یؤمنوا انما مثلھم مثل البھائم لا یتوجھون الی اللہ لا نفیا ولا اثباتا انما یتوجھون الی المرافق اوبلغتھم بلوغا لم ینفع من جھلھم شیئا مثل قوم لم یفھموا لغۃ الاسلام اولم یفھموا حجتہ اولنشاوا علی ذھول من تدقیق النظر انما مبلغ علمھم ان المسلمین قوم منھم علی ھذا النحو فمنھم علی ھذا النحو یاکلون من ھذہ الاشیاء ویحرمون ھذہ۔ اوھم یقاتلوننا علی الملک فلا بد لنا ان نقاتلھم وذلک مع عدم اشراکھم باللہ ومع کونھم مثل البھائم وان صحت امزجتھم فی الجملۃ ومنھم قوم نقصت عقولھم کالصبیان والمجانین والمعتوھین والسفھاء والفلاحین والارقاء ممن لا یتمیز الحق عندہ من الباطل ولا یکاد ان یعرف ربہ ویعبدہ مثل الماء لا یقبل النقوش لضعفہ فاولئک لا یواخذھم الا ان یتشبھوا بالمسلمین

---

[15] ص ۱۶۳ س ۱۳ طبع دابھیل

Marfat.com

فائدہ پانزدہم ۱۵: حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ "بدور بازغہ" میں اصحاب اعراف کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:۔

اہل اعراف کی قسمیں: جو لوگ مرنے کے بعد اعراف میں جائیں گے۔ وہ کئی قسم کے ہیں:۔

۱۔ مقام دعوت سے دور بسنے والے: (الف) وہ لوگ جن کو دعوت حق پہنچی ہی نہیں مثلاً دور دراز بلند پہاڑوں میں بسنے والے لوگ بشرطیکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو نہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کیا ہو۔ اور نہ کسی نبی کی امت میں باقاعدہ شامل ہوئے ہوں۔ ان کی حالت حیوانات کی مانند ہے کہ وہ خدا کی طرف توجہ نہیں کر سکتے۔ نہ اقرار کرنے کی شکل میں نہ انکار کرنے کی شکل میں۔ وہ صرف حاشی زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ لوگ اعراف میں جائیں گے۔

غیر زبان میں تبلیغ اسلام: (ب) یا ان کو پیام حق پہنچا لیکن وہ پیغام ان کی جہالت کو دور نہ کر سکا مثلاً وہ لوگ جن کو اسلام ایسی زبان میں پہنچا ہے جو وہ سمجھ نہیں سکتے۔ یا اس کی دلیلوں کو نہیں سمجھ سکتے یا ان کی ذہنی تربیت ایسی ہوتی ہے کہ [illegible] عام کی [illegible] لے سکتے ان کا مبلغ علم اتنا ہی ہے کہ مسلمان ایک قوم ہیں جن کی کچھ [illegible] ہوتی ہیں جن سے [illegible] ایسے ہوتے ہیں۔ وہ فلاں فلاں چیز کھاتے ہیں اور فلاں فلاں چیز نہیں کھاتے یا وہ ایک قوم ہے جن کی ہمارے ساتھ ملکی جنگیں ہوتی ہیں [illegible] ان سے لڑنا پڑتا ہے ان باتوں کے ساتھ ان میں یہ بات بھی ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے ان کی عام حالت حیوانوں کی سی ہوتی ہے گویا ان کا [illegible] ہوتا ہے۔

۲۔ ناقص العقل لوگ: (۲) دوسرے وہ لوگ جن کی عقلیں ناقص ہیں مثلاً بچہ یا کم عقل بے وقوف دہقان اور غلام جو [illegible] سکتے ہیں نہ اس کی عبادت کر سکتے ہیں ان کی ذہنی حالت بالکل [illegible] کمزوری [illegible] قبول ہی نہیں کرتا ان لوگوں سے صرف [illegible]

Marfat.com

لئلا یتفرق الکلمۃ الحقۃ یکتفی من ایمانہم مثل ما اکتفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الجاریۃ السوداء سئلہا این اللہ؟ فاشارت الی السماء فاما الصنف الاول نیرادمنہم التفہم واثبات الجہۃ والسہل ایۃ - انتہی

رفائدہ علیہ قال الامام ولی اللہ فی حجۃ اللہ البالغۃ

باب استنباط الارتفاقات

اعلم ان الانسان یوافق ابناء جنسہ فی الحاجۃ الی الاکل والشرب والجماع والاستظلال من الشمس والمطر والاستدفاء فی الشتاء وغیرہا

وکان من عنایۃ اللہ بہ ان الہمہ کیف یرتفق بانواع ہذہ الحاجات الہاما طبعیا من مقتضی صورۃ النوعیۃ فلا جرم یتساوی الافراد فی ذلک الا کل مختلج عصت مادتہ کما الہم النحل کیف تاکل الثمرات ثم کیف تتخذ بیتا یجتمع فیہ اشخاص من بنی نوعہا ثم کیف تنقاد لیعسوبہا ثم کیف تعسل وکما الہم العصفور کیف یبتغی الحبوب الغاذیۃ وکیف یرد الماء وکیف یفر عن السنور والصیاد

شہ باب اول ص۳۵

اور احکام ظاہری کی پابندی اختیار کر لیں تاکہ مرکزی طاقت میں خلل نہ پڑے ان کا اتنا ہی ایمان کافی ہے جتنا حبشی لڑکی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی سمجھا چنانچہ جب آپؐ نے اس سے پوچھا کہ اللہ کہاں ہے؟ تو اس نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا دی باقی رہے قسم اول کے لوگ تو ان سے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ دلیل کو سمجھ لیں۔"

فائدہ شانزدہم[16]:- حضرت حجۃ الاسلام امام ولی اللہ دہلویؒ حجۃ اللہ البالغۃ" کے باب استنباط الارتفاقات میں فرماتے ہیں کہ:-

انسانی حاجتیں دراصل حیوانی حاجتیں ہی ہیں

واضح رہے کہ انسان کھانے، پینے کی ضرورت اور تسکین جذبہ جنسی کی احتیاج اور دھوپ اور بارش سے بچنے اور سردی میں اپنے آپ کو محفوظ کرنے وغیرہ کی ضرورت محسوس کرنے کے لحاظ سے دوسرے حیوانات کے بالکل مشابہ ہے۔

اللہ تعالےٰ کی اس پر بہت بڑی عنایت ہوئی ہے کہ اس نے انسان کو بطریق الہام بتایا کہ ان ضرورتوں کو کس طرح بآسانی پورا کرے۔ یہ الہام طبعی تھا جو اسے اس کی صورت نوعیہ کے لحاظ سے حاصل ہوا یعنی اس کی صورت نوعیہ یعنی فطرت انسانی کا تقاضا تھا کہ اسے یہ باتیں طبعی طور پر معلوم ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان حاجتوں کے پورا کرنے کے طریقے معلوم کرنے میں تمام افراد انسانی برابر ہیں بجز ان افراد کے جن کی ساخت ہی ایسی ہو کہ وہ ان حاجتوں کے پورا کرنے کے طریقے معلوم نہ کر سکیں افراد انسانی کو یہ طبعی الہام ویسے ہی ہوتا ہے جیسے قدرت نے شہد کی مکھی کو طبعی الہام کے ذریعے سے جو اس کی فطرت کا تقاضا تھا بتایا کس طرح درختوں پر سے زرگل کھائے۔ کیسے چھتہ بنائے جس میں اس کی ہم جنس مکھیاں مل کر رہیں اور وہ سب ایک ملکہ کے ماتحت زندگی بسر کریں اور کس طرح شہد بنائیں نیز افراد انسانی کو یہ طبعی الہام ویسے ہی ہوا جیسے چڑیا کو الہام ہوا کہ کیسے غذا تلاش کرنے نکلے اور کیسے پانی کے کنارے اتر کر پانی پئے کیسے بلی اور چیر پھاڑ سے بچا کے

وكيف يقاتل من صدّه عمّا يحتاج اليه وكيف يسافد ذكره الانثى عند الشبق ثم يتخذ ان عشاً عند الحبل ثم كيف يتعاونان فى حضانة البيض ثم كيف يزقان الفراخ

وكذلك لكل نوع شريعة تنفث فى صدور افراده من طريق الصورة النوعية

وكذلك الهم الانسان كيف يرتفق من هذه الضرورات غيرانه انضم مع هذه الثلثة اشياء تقتضى صورة النوعية الرابعة على كل نوع

احدها الانبعاث الى شئ من راى كلى فالبهيمة انما تنبعث الى غرض محسوس او متوهم من داعية ناشئة من طبيعتها كالجوع والعطش والشبق والانسان ربما ينبعث الى نفع معقول ليس له داعية من طبيعة فيقصد ان يحصل نظاماً صالحاً فى المدينة او يكمل خلقه ويهذب نفسه او يتفصى من عذاب الآخرة او يمكن جاهه فى صدور الناس

الثانى انه ينضم مع الارتفاق الظرافة فالبهيمة انما تبتغى ما تسد به خلتها وتدفع حاجتها فقط والانسان يريد ان تقر عينه وتلذ

اور کیسے اس جانور سے لڑے جو اسے کسی ضروری چیز سے روکے اور کیسے جذبہ جنسی کے پیدا ہونے کے وقت نر و مادہ ملیں پھر کسی اونچی جگہ پہاڑ میں گھونسلہ بنائیں اور پھر جب انڈے دے چکیں تو کیسے ان کو سیئیں اور جب بچے نکل آئیں تو کیسے ان کو چوگا دیں۔

الغرض ہر ایک نوعِ حیوان کے لیے جداگانہ شریعت ہے جو اس کی صورتِ نوعیہ کے ذریعے سے اس کے افراد کے سینوں میں ڈال دی جاتی ہے۔

انسانیت کے تین خاص نکتے

ایسے ہی انسان کو الہام کیا گیا کہ ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کیا تدابیر اختیار کرے۔ البتہ چونکہ انسان کی فطرت عام حیوانات سے بلند تر ہے، اس لیے اس کی صورتِ نوعیہ کے تقاضوں کے مطابق اس کے لیے تین زائد چیزیں اضافہ کر دی گئی ہیں۔

(۱) اجتماعیت کا تخیل

پہلا فرق اجتماعیت کے نقطۂ نگاہ سے کام کرنے پر آمادہ ہونا ہے حیوان یا تو کسی ایسی غرض کے پورا کرنے کے لیے آمادۂ عمل ہوتا ہے جو صاف صاف محسوس ہوتی ہو یا ایسی غرض کے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اس کی طبیعت سے پیدا ہونے والے کسی جذبے یا داعیے کی جتائی ہوئی ہو جیسے بھوک، پیاس، جذبۂ جنسی وغیرہ۔ مگر انسان اکثر ایسے منافع حاصل کرنے کی بھی کوشش کرتا ہے جو اس کی عقل اس کے لئے مفید ہونے کا فتویٰ دیتی ہے اور یہ فیصلہ اس کی طبیعت کا نہیں ہوتا چنانچہ وہ کبھی شہر میں اچھا انتظام پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے کبھی اپنے اخلاق کی تکمیل یا تہذیب نفس کی کوشش کرتا ہے یا مرنے کے بعد کے عذاب سے بچنے کی کوشش کرتا ہے یا یہ کوشش کرتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اپنا دبدبہ بٹھائے۔

(۲) حبِّ جمال

دوسری بات یہ ہے کہ وہ ہر ایک ارتفاق کے ساتھ ظرافت و آراستگی کا اضافہ کرتا ہے۔ حیوان صرف وہ چیز حاصل کرتا ہے جس سے صرف اس کی حاجت پوری ہوتی ہو یا حاجت پوری ہوتی ہو لیکن انسان چاہتا ہے کہ نہ صرف اس کی حاجت پوری ہو بلکہ اس چیز سے اس کی آنکھوں کو

نفسہ زیادۃ علی الحاجۃ فیطلب زوجۃ جمیلۃ وطعاما لذیذا وملبسا فاخرا ومسکنا شامخا۔

والثالث انہ یوجد منہم اہل عقل ودرایۃ یستنبطون الارتفاقات الصالحۃ ویوجد منہم من یختلج فی صدرہ کلما اختلج فی صدور اولئک ولکن لا یستطیع الاستنباط فاذا رای من الحکماء وسمع ما استنبطوہ تلقاہ بقلبہ وعض علیہ بنواجذہ لما وجدہ موافقا لعلمہ الاجمالی

فصل فرب انسان یجوع ویظماء فلا یجد الطعام والشراب فیقاسی الماشدیدا حتی یجدھما فیحاول ارتفاقا بازاء ھذہ الحاجۃ ولا یھتدی سبیلا ثم یتفق ان یلقی حکیما اصابہ ما اصاب ذلک فتعرف الحبوب الغاذیۃ واستنبط زرعہا وسقیہا وحصادھا ودیاسہا وتذریتہا وحفظہا الی وقت الحاجۃ واستنبط حفر الابار للبعید من العیون والانہار واصطناع القلال والقرب والقصاع فیتخذ ذلک بابا من الارتفاق

ٹھنڈک اور نفس کو لذت بھی حاصل ہو۔ چنانچہ وہ بیوی چاہتا ہے، جو حسین بھی ہو، کھانا چاہتا ہے، تو لذیذ بھی ہو، لباس چاہتا ہے جس پر وہ فخر کرسکے اور مکان چاہتا ہے، جو عالیشان بھی ہو۔

(۳) مادۂ ایجاد و تقلید

تیسری بات یہ ہے کہ اجتماع انسانی میں بعض اہل عقل و فہم پائے جاتے ہیں جو حاجات پوری کرنے کے اچھے سے اچھے ارتفاقات ایجاد کرتے رہتے ہیں، اور بعض ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جن کے دلوں میں بعض چیزیں خلجان تو پیدا کرتی ہیں، لیکن ان کے پورا کرنے کے طریقے ایجاد نہیں کرسکتے۔ ایسے لوگ جب حکماء کو کوئی بات کرتے دیکھتے ہیں یا ان کی کسی ایجاد کا حال سنتے ہیں تو اسے اپنے علم اجمالی کے مطابق پاکر اسے دل و جان سے پسند کرتے ہیں اور اسے نہایت پختگی کے ساتھ اختیار کرلیتے ہیں۔

فصل

ارتفاقات کی پیدائش

چنانچہ انسان کو اکثر بھوک پیاس ستاتی ہے اگر اسے کھانے پینے کو کچھ نہیں ملتا۔ وہ بہت سخت تکلیف محسوس کرتا ہے یہاں تک کہ وہ کھانے پینے کی کوئی چیز پالیتا ہے۔ اب وہ کوشش کرتا ہے کہ یہ حاجات پورا کرنے کے آسان طریقے دریافت کرے مگر کوئی راہ نہیں پاتا۔ پھر اتفاقاً کسی دانشمند سے ملتا ہے جسے کسی وقت ایسی ہی مشکل پیش آئی تھی۔ پھر اس نے غذائی دانے دریافت کیے اور انہیں بوتے، ان کی آبپاشی کرتے، انہیں کاٹنے، ان کو چھڑنے، بھوسے سے دانے الگ کرنے اور ضرورت کے وقت تک محفوظ کرنے کے طریقے معلوم کیے۔ ایسے ہی کسی حکیم نے ان لوگوں کے لیے جو چشموں اور ندیوں سے دور بستے ہیں کنوئیں کھودنے اور مٹکے، مشکیزے، پیالے وغیرہ بنانے کے طریقے ایجاد کیے ہیں۔ اس طرح ایک ضرورت کے پورا کرنے کا طریقہ اختیار کرلیا جاتا ہے۔

(فصل) ثم انه يقتضر المحبوب كما هی فلا تنهضم فی معدته ويرتع الفواكه نيئة فلا تنهضم فيحاول شيئا بان لو هذه فلا يهتدى سبيلا فيلقى حكيما استنبط الطبخ والقلى والطحن والخبز فيتخذ ذلك بابا آخر وقس على ذلك حاجاته كلها والمستبصر ليشهد عنده لما ذكرنا حدثت كثير من المرافق فی البلدان بعد ما لم تكن فمضى على ذلك قرون ولم يزالوا يفعلون ذلك حتى اجتمعت جملة صالحة من العلوم الالهامية المؤيدة بالتجربة ونشبت عليها نفوسهم وعليها كان محياهم ومماتهم

(فصل)[1] بالجملة فحال الالهامات الضرورية مع هذه الاشياء الثلثة كمثل النفس اصله ضرورى بمنزلة حركة النبض وقد انضم معه الاختيار فی صغر الانفاس وكبرها ولما كانت هذه الثلثة لا توجد فی جميع الناس سواء لاختلاف امزجة الناس وعقولهم الموجبة للانبعاث من راى كلى ولحب الطرافة ولاستنباط الارتفاقات والاقتداء فيها والاختلافهم فی التفرغ للنظر ونحو ذلك من الاسباب كان للارتفاقات حدان

[1] حجة الله البالغة جلد اول ص ۳۹

فصل

ایسے ہی کسی شخص نے دانے چبائے یا کوئی کچا پھل کھالیا تو وہ ہضم نہ ہوا اس سے لامحالہ تکلیف ہوئی۔ اب اس نے کوشش کی کہ اس تکلیف کو دور کرنے کا کوئی آسان طریقہ دریافت ہوجائے لیکن اسے کوئی راہ نہ ملی۔ اس کے بعد اسے کوئی عقلمند مل گیا جس نے پکانے بھوننے پیسنے اور روٹی پکانے کے طریقے ایجاد کیے تھے۔ یہ اس کے لیے ایک اور راستہ بن گیا۔ ایسے ہی دوسری تمام حاجات کے متعلق قیاس کرلینا چاہیے۔ اور عقلمند آدمی غور کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ جیسے ہم ذکر کرچکے ہیں، شہروں میں بعض ارتفاقات نہیں ہوتے، پھر وہاں وہ پیدا ہوجاتے ہیں۔ اس طرح صدیاں گزر جانے سے اس قسم کے الہامی علوم کا بھاری ذخیرہ جمع ہوجاتا ہے، جو تجربے کی کسوٹی پر صحیح اترتا ہے۔ لوگ ان موافق ارتفاقات پر عمل کرتے ہیں اور انہی پر زندگی بسر کرتے ہوئے مرجاتے ہیں +

فصل

مختصر یہ کہ الہامات ضروری (ارتفاقات)، مذکورہ بالا تینوں باتوں کے ساتھ مل کر انسان کے لیے ایسے ہیں، جیسے مطابق سائنس لیتا جو نفس کی حرکت کی طرح لازم و ناگزیر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ سانس کے چھوٹا بڑا کرنے کا اختیار ہمیں حاصل ہے +

اختلافِ ارتفاقات کے اسباب: ظاہر ہے کہ لوگوں کے مزاج مختلف ہوتے ہیں ان کی عقل بھی ایک جیسی نہیں ہوتی کہ رائے کُلی سب جمال و ارتفاقات کی ایجاد کرنے یا ان کی تقلید کرنے کی قابلیت یکساں ہو اور نہ ہر ایک انسان کو یکساں فراغت حاصل ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں پر غور کرسکے۔ ان اسباب اور اسی قسم کے دیگر اسباب کی وجہ سے مذکورہ بالا تینوں خصائص انسانوں میں یکساں نہیں پائے جاتے +

Marfat.com

الاوّل هو الذی لا یمکن ان ینفک عنه اهل الاجتماعات القاصرة کاهل البدو وسکان شواهق الجبال والنواحی البعیدة من الاقالیم الصالحة وهو الذی نسمیه بالارتفاق الاول ؂

والثانی ما علیه اهل الحضر والقری العامرة من الاقالیم الصالحة المستوجبة ان ینشأ فیها اهل الاخلاق الفاضلة والحکماء فانه کثرهنالک الاجتماعات وازدحمت الحاجات وکثرت التجارب فاستنبطت سنن جزیلة وعضوا علیها بالنواجذ

والطرف الاعلی من هذا الحد ما یتعامله الملوک اهل الرفاهیة الکاملة الذین یرد علیهم حکماء الامم فینتحلون منهم سننا صالحة وهو الذی نسمیه بالارتفاق الثانی ؂

ثم لما کمل الارتفاق الثانی اوجب ارتفاقا وذلک انهم لما دارت بینهم المعاملات وداخلها الشح والحسد والمطل والتجاحد نشأت بینهم اختلافات ومنازعات وانهم انه فیهم من تغلب علیه الشهوات الردیئة او یجبل علی الجرأة

ؐ ایضاً ص۳۹ ؂ ایضاً ص۳۹

ارتفاق کی دو حدیں | اس لیے ارتفاق کی دو حدیں ہو جاتی ہیں :-

ارتفاق اوّل | پہلی حد تو وہ ہے جس سے کوئی چھوٹی سے چھوٹی سوسائٹی بھی خالی نہیں ہوتی مثلاً صحرائی دیہات، پہاڑی بستیاں اور معتدل علاقوں سے دور بسنے والے لوگ۔ اسے ہم ارتفاق اوّل قرار دیتے ہیں :

ارتفاق دوم | شہروں میں بسنے والوں اور معتدل علاقوں کے قصبات میں بسنے والوں میں عموماً اچھے اخلاق و عادات کے لوگ اور حکماء پیدا ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہاں لوگ بہت بڑی تعداد میں جمع ہوتے ہیں اور حاجتیں زیادہ پیش آتی ہیں اور تجربے زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لیے وہاں اچھے اچھے طور طریقے ایجاد ہوتے رہتے ہیں اور لوگ ان پر پختگی کے ساتھ عمل پیرا ہونے لگتے ہیں۔

اس ارتفاق کی حد اعلیٰ وہ ہے جس پر بادشاہ اور امراء یعنی رفاہیت کاملہ والے لوگ عمل کرتے ہیں، جن کے پاس قوم قوم کے حکماء آتے جاتے رہتے ہیں۔ اور وہ ان حکماء سے اچھے اچھے طریقے سیکھتے رہتے ہیں۔ اسے ہم ارتفاق دوم کہتے ہیں۔

ارتفاق سوم | جب ارتفاق دوم پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا تو اس سے لامحالہ ارتفاق سوم پیدا ہو گیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب لوگوں کے درمیان لین دین ہونے لگتا ہے تو ان میں کنجوسی اور حسد پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے قرض ادا کرنے میں سستی سے کام لینے لگتے ہیں۔ یا بالکل انکار کر دیتے ہیں۔ اسی طرح ان میں شدید اختلافات اور جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ پیدا ہونے لگتے ہیں جن پر دلی خواہشیں غالب ہوتی ہیں۔ قتل اور لوٹ مار پر جری ہوتے ہیں۔

Marfat.com

فی القتل والنهب وانهم كانت لهم ارتفاقات مشتركة النفع لا يطيق واحد منهم اقامتها ولا تشتمل عليه ولا تسمح نفسه بها فاضطروا الى اقامة ملك يقضى بينهم بالعدل ويزجر عاصيهم ويقاوم جريئهم ويجبى منهم الخراج ويصرفه فى مصرفه

واوجب الارتفاق الثالث ارتفاقاً رابعاً وذلك انه لما انفرد كل ملك بمدينته وجبى اليه الاموال وانضم اليه الابطال وداخلهم الشح والحرص والحقد تشاجروا فيما بينهم وتقاتلوا فاضطروا الى اقامة الخليفة او الانقياد لمن تسلط عليهم تسلط الخلافة الكبرى

واعنى بالخليفة من يحصل له الشوكة ما يرى معه كالممتنع ان يسلبه رجل آخر ملكه اللهم بعد اجتماعات كثيرة وبذل اموال خطيرة لا يتمكن منها الا واحد فى القرون المتطاولة

ويختلف الخليفة باختلاف الاشخاص والعادات واى امة طبائعها اشد واحد فهى احرج الى الملوك والخلفاء ممن هى دونها فى الشح والشحناء ونحن نريد ان ننبهك

Marfat.com

نیز یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسے مشترک فائدے کے ارتفاقات پیدا ہو جاتے ہیں کہ ایک شخص اکیلا قائم نہیں کر سکتا یا ان کی اقامت ایک شخص کے لیے آسان نہیں ہوتی ہا اس کا جی نہیں چاہتا کہ وہ سب کی بجائے مصیبت میں پڑے۔ لامحالہ بادشاہ کی ضرورت پڑتی ہے جو ان کے درمیان عدل کے ساتھ فیصلے کرے۔ اور جو لوگ قانون شکنی کریں۔ انہیں تنبیہہ کرے اور جو جرم کرنے میں زیادہ جرأت سے کام لے اس کا مقابلہ کرے اور خراج وصول کر کے اسے صحیح مصرف میں لگائے ÷

ارتفاق چہارم ارتفاق سوم کا لازم نتیجہ ارتفاق چہارم ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب ہر ایک بادشاہ اپنے اپنے شہر میں قائم ہو گیا۔ ٹیکس جمع ہو کر اس کے پاس آنے لگے۔ قوم کا نوجوان طبقہ اس کے ساتھ مل گیا۔ تو ان بادشاہوں کے درمیان بخیلی۔ حرص اور کینہ پیدا ہونے لگ گیا۔ اور آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے۔ بلکہ جنگ تک نوبت پہنچ گئی۔ اب خواہ مخواہ ضرورت پیش آئی کہ ان بادشاہوں کے اوپر ایک خلیفہ قائم ہو یا کوئی ایسا شخص ان پر مسلط ہو جس کی وہ اسی طرح اطاعت کریں جیسے خلافت کبریٰ کی اطاعت کی جاتی ہے ÷

خلیفہ سے میری مراد وہ شخص ہے۔ جسے ایسی شوکت اور دبدبہ حاصل ہو جس کے ہوتے ہوئے۔ یہ ناممکن ہو کہ کوئی دوسرا شخص اس سے اُس کی بادشاہی چھین لے۔ سوائے اس کے کہ کوئی شخص بہت ہی زبردست اجتماع پیدا کرے اور بے شمار مال و دولت خرچ کر سکے جو صدیوں میں شاید کسی سے ممکن ہو ÷

قومی مزاج اور خلافت خلیفہ بھی ویسا ہی ہونا چاہیئے جیسا اجتماعی مزاج اور عادات ہوں۔ مثلاً جس گروہ کی عادتیں سختی پسند اور حدت والی ہوں۔ اسے جو خلیفہ یا بادشاہ درکار ہے۔ وہ اس سے مختلف ہوگا جو ایک نرم اور بغض پسند قوم کے لیے ہونا چاہیئے ہم چاہتے ہیں کہ ان ارتفاقات کے اصولوں سے تمہیں آگاہ کریں ÷

على اصول هذه الارتفاقات كما اوجبه عقول الامم الصالحة ذوى الاخلاق الفاضلة واتخذوه سنة مسلمة لا يختلف فيها اقاصيهم ولا ادانيهم انتهى

فائدة جليلة:- قال فى البدور البازغة:-

فصل فى بيان حقائق الارتفاقات الاربعة بالاجمال واستخراج اقسامها

من عناية الرحمن بنوع الانسان ان اودع فيهم دواعى الاكل والشرب كى يتقوم بهما ابدانهم ودواعى الجماع كى ينتظم بها التناسل فيبقى النوع الى زمان انقضائها وان اوحى اليهم اتخاذ المساكن والدفاء والانسان متوارد ببنى جنسه على تلك الحاجات مع ما جبل عليه من ترفع وزيادة فى كل خلق فاجبارها بان يتخذ كل ما دعا اليه دواعيه حسب ما يناسب نوعه هو الارتفاق الاول كالزرع والاستنباط وكالكلاء المنقطع وكتعين امرأة لا يزاحمه فيها احدٌ

ثم انه تركبت اخلاق الانسان وعلومه المجبول عليها وعلومه التى اقتضاها التجربية وانظار افاضة الترفه والراى الكلى بالارتفاق الاول -

یہ وہ اصول ارتفاقات ہیں جو بلند اخلاق، صالح اقوام کی عقلوں نے تجویز کئے ہیں۔ اور نہیں ان اقوام نے بطور رسم پختگی کے ساتھ اختیار کر لیا۔ ان سے کوئی چھوٹا بڑا شخص اختلاف نہیں کرتا۔

فائدہ مقدمہ[۱۷]: حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ ب ۸۰ وں بازغہ میں رقمطراز ہیں کہ:۔

بدور بازغہ میں بحث ارتفاقات

فصل: ارتفاقات اربعہ کا مختصر بیان اور اس امر کا بیان کہ ان کی قسمیں کس طرح بنتی ہیں۔

خداوند رحمٰن کا بنی نوع انسان کے متعلق خاص ارادہ ہوا کہ اس نے ان میں کھانے پینے کی احتیاجات رکھیں تاکہ ان دونوں سے ان کے بدن نبیں۔ اور ان میں جذبہ جنسی رکھا تاکہ اس کے ذریعے سے نسل بڑھے۔ اور اس کی نوع پورے زمانے کے گزرنے تک باقی رہے اللہ تعالیٰ کا اس کے متعلق یہ بھی ارادہ ہوا کہ اس نے انسان کو دھوپ سے بچنے اور گرمی سردی بچنے کے لیے مسکن بنانا الہام کیا۔ تمام افراد انسانی باوجودیکہ وہ انفرادی طور پر اخلاق میں ایک دوسرے سے کمی یا زیادتی رکھتے ہیں۔ ان اہم حاجات میں سب برابر ہیں۔

ارتفاق اول: ان حاجات کو انسانی نوع کی مناسبت کے اعتبار سے ان کے داعیے کے مطابق پورا کرنا ارتفاق اول کہلاتا ہے مثلاً کھیتی باڑی کرنا دوسروں سے مدد طلب کرنا لفظوں کو جوڑ کر بات کرنا۔ زوجہ کا معین کرنا کہ کوئی اور شخص اس تعلق میں دخل نہ دے۔

ارتفاق دوم: اس کے بعد انسان کے اخلاق اور اس کے جبلی علوم اور وہ علوم جو اس نے تجربے سے حاصل کیے اور جن۔۔۔ اور ۔۔۔ ارتفاق اول کے معمولات کے ساتھ ۔۔۔

فامتلاء بصورة حاجة الى ان يمهد الارتفاق الاول على اوضاع تناسب هذه الامور حتى انه لولم يمهد عليها كانت فيه خزازة وانحجام نفس وتالم بحسب عدم مصادقة النفس ما يوافقه بحسب هذه الامور فالتجيار هذه الحاجة هو الارتفاق الثانى ولا يتجرد له النفس الا اذا تخلصت عن الجوع والعطش والشبق وسائر ما يحوجه بالاضطرار الى الارتفاق الاول بالثانى

والارتفاق الثانى ينحصر علومه بالاستقراء فى حكم خمس: حكمة معاشية وحكمة اكتسابية وحكمة منزلية وحكمة تعاملية وحكمة تعاونية

ثم[1] انضم هذه الاصول من الارتفاق الثانى باخلاق الانسانية الصالحة والطالحة فحدثت حاجة اخرى فانجبرت بالارتفاق الثالث وذلك ان الانسان بحسب هذه الاصول وجب عليه التمدن اذ حقيقة المدينة ليست السور والاسواق والعمارات الرفيعة وانما هى نوع ارتباط بين جماعات من الانسان وقد اوجبت هذه الاصول الارتباط بالضرورة والجماعات بحسب تلك المعاونات والمعاملات صارت شخصا واحدا

---

[1] ايضاً صنه

اور صورت ایسی پیدا ہونے لگی کہ ارتفاق اوّل کی بنیاد ایسے اوضاع پر رکھی جانے لگی جو مذکورہ بالا امور کے موافق ہوں۔ یہاں تک کہ ایک وقت آیا کہ یہ محسوس کیا جانے لگا۔ کہ ارتفاق اوّل کا جو معمولی ان امور پر مبنی نہ ہو۔ اس میں ایک قسم کی کمی پائی جاتی ہے اور نفس اُسے قبول کرنے سے انکار کرتا ہے اور کدورت یا تکلیف محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ نفس کا یہ خاصہ ہے کہ جو چیز ان امور کے موافق نہ ہو۔ اسے قبول نہیں کرتا۔ اس حاجت کا پورا کرنا ارتفاق دوم کہلاتا ہے لیکن نفس انسانی اس درجۂ ارتفاق کو پوری توجہ اور انہماک سے حاصل نہیں کر سکتا، جب تک وہ بھوک، پیاس اور جذبۂ جنسی اور ارتفاق اول کی دوسری اضطراری حاجات سے فارغ نہ ہولے۔

ارتفاق دوم کے علوم پانچ حکمتوں میں منحصر ہیں:

حکمت معاشیہ، حکمت اکتسابیہ، حکمت منزلیہ، حکمت تعاملیہ اور حکمت تعاونیہ۔ ۵

ارتفاقِ سوم اس کے بعد ارتفاق دوم کے یہ اصول انسانیت کی اچھی پایۂ حالت کے ساتھ جمع ہوئے تو ایک اور حاجت پیدا ہو گئی جس کے پورا ہونے کا نام ارتفاق سوم ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ان اصول کے مطابق انسان کے لئے طبعاً ضروری ہے کہ وہ شہر بنا کر رہیں شہر کی حقیقت اصلی فصیل، بازار اور اونچی عمارتیں نہیں ہے — بلکہ اس سے مراد وہ ربط اور تعلق ہے جو مختلف اجتماعات انسانی میں پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا اصول لامحالہ انسانی جماعتوں کے درمیان ربط اور تعلق قرار دیتے ہیں اور ان کے باہمی ربط اور ایک دوسرے کی مدد کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لین دین کرنے کی وجہ سے رفتہ رفتہ شخص واحد کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔

Marfat.com

له وحدة معنوية وله صحة ومرض اما الاسباب خارجية واما الاسباب داخلية فلا بد للمدينة من طبيب يحفظ الصحة ما استطاع ويعالجه اذا مرضت والطبيب هو الامام باعوانه فهذا هو الارتفاق الثالث

(فصل) ثم لما انضم اصول هذه الارتفاق بالطبائع الانسانية حدثت حاجة اخرى فانجبرت بالارتفاق الرابع

وذلك ان المدن الكثيرة تتخلل من فساد ومقاتلات ومشاجرات وحقد وامراض لا تتيسر لها العلاج فى نفسها فاحتاجوا الى طبيب واوحد الكثرات فهذا هو الارتفاق الرابع وليشرحه والفساد تم نظام العالم۔

فالارتفاق الاول مبنى على ارتفاق البهائم فزاد عليه بصفاء و اتصال ولطافة وظرافة كمثل ابتناء المعاون على الموالين والثانى مبنى على الارتفاق الاول فزاد عليه صفاء صلابة ولطافته وظرافة كمثل ابتناء النبات على المعاون والثالث مبنى على الارتفاق الثانى كمثل ابتناء الحيوان على النبات والرابع مبنى على الارتفاق الثالث كمثل ابتناء الانسان على الحيوان

له ايضاً ص۱۵

Marfat.com

یہ وحدتِ معنوی ہوتی ہے۔ اور اب یہ شخص" یعنی شہر بھی کبھی تندرست ہوتا ہے اور کبھی بیمار ـــــ اور اس کی بیماری کے اسباب کبھی اندرونی ہوتے ہیں کبھی بیرونی لامحالہ شہر کے لیے ایک ایسے طبیب کی ضرورت ہے جو حتی الامکان اس کی صحت قائم رکھے۔ اگر وہ بیمار پڑ جائے تو اس کا علاج معالجہ کرے۔ یہ طبیب کون ہے؟ وہ امام اور اس کے ساتھیوں کا مجموعہ ہے۔ اسے ارتفاق سوم کہتے ہیں۔

فصل

ارتفاق چہارم

اب ارتفاق سوم کے اصول کو انسانوں کی عام طبیعتوں کے ساتھ ملاؤ تو ایک اور ضرورت پیش آجاتی ہے۔ اس کے پورا کرنے کا نام ارتفاق چہارم ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب شہروں کی تعداد بڑھ جاتی ہے، تو ان کے مابین فساد، خونریزیاں، جھگڑے، کینے وغیرہ امراض پیدا ہوجاتے ہیں، ظاہر ہے کہ شہر خود تو ان بیماریوں کا علاج نہیں کرسکتے۔ اس لیے ایک طبیب الاطباء کی ضرورت ہوتی ہے اور ایک ایسے وجود کی حاجت ہوتی ہے جس میں ان سب شہروں کی کثرت مل کر ایک ہوجائے (یعنی ایک ایسے مرکزی نظام کی ضرورت ہے جس کے ماتحت یہ سب شہر مل کر ایک قانون کے ماتحت زندگی بسر کریں) یہ ارتفاق چہارم ہے۔ اس کی تشریح و توضیح کے ساتھ نظام عالم مکمل کو پہنچ گیا۔

ارتفاقات کی بنیاد

ارتفاق اول اصل میں حیوانی زندگی ہی کی ایک شکل ہے جس میں تدریجاً صفائی، اتصال، لطافت اور آراستگی پیدا ہوگئی ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھو جیسے ذرات سے مل کر مادے کی مختلف شکلیں بن گئیں ارتفاق دوم ارتفاق اول پر مبنی ہے جس میں صفائی، پختگی، لطافت اور جمال پیدا ہوجانے سے یہ پیدا ہوگیا ہے۔ جیسے بے جان مادے سے اوپر کی منزل میں نباتات کا ظہور ہوا اور ارتفاقات کی تیسری منزل اس کی دوسری منزل پر مبنی ہے۔ جیسے نباتات سے ترقی پاکر حیوانات بن گئے اور ارتفاقات کی چوتھی منزل ارتفاقات کی تیسری منزل پر مبنی ہے۔ جیسے انسان حیوان ہی کی ترقی یافتہ شکل ہے۔

واعلم ان الارتفاق الاول مندرج تحت ارتفاق البهائم والفرق بينهما فرق اجمال وتفصيل وهكذا الثانى بالنسبة الى الاول وهلم جرًا۔

واذا معنا فى تصوير هذه الارتفاقات باحكامها وعلومها فلا تغفلن عن نكتتين احدهما اننا لم نصورة ولا نريدها بخصوصها بل اياها وما يماثلها ويقاربها مما يصححه القواعد الكلية التى علمناها وتختلف بحسب علوم كل قوم وعاداتهم بعد دخولها تلك القواعد والثانية ان ميزان الارتفاق الاول هو حاجة كل محتاج من بنى ادم من قبل طباعه وميزان الثانى هذا الارتفاق الاول مع العلوم التجاربية والاخلاق الصحيحة وعلى هذا القياس اهـ

فائدة ١٨ قال الامام ولى الله فى حجة الله البالغة[٢]

اعلم ان الارتفاقات لا تخلو عنها مدينة من الاقاليم المعمورة ولا امة من الامم اهل الامزجة المعتدلة والاخلاق الفاضلة من لدن آدم عليه السلام الى يوم القيمة واصولها مسلمة عند الكل قرنا بعد قرن وطبقة بعد طبقة لم يزالوا ينكرون

[١] ايضاً ص١٨ [٢] جلد اول ص٤٢ س١

واضح رہے کہ ارتفاق اول ارتفاق حیوانی ہی کی ذیل میں آتا ہے۔ فرق صرف تفصیل اور اجمال کا ہے یہی نسبت ارتفاق دوم کی اول سے اور سوم کی دوم سے اور چہارم کی سوم سے ہے ۞

ارتفاقات میں اتحادِ اقوام

ان ارتفاقات کے احکام اور علوم کی تصویر پر غور کرتے ہوئے دو باتیں فراموش نہیں کرنی چاہئیں ایک تو یہ کہ ہم ارتفاق کی کوئی شکل بیان کریں تو اس سے ہمیشہ وہ مخصوص شکل مراد نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ خاص شکل بھی مراد ہوگی۔ اور اسی قسم کی شکلیں بھی جو اس کے مشابہ اور قریب ہوں۔ جن پر وہ قواعد کلیہ جو ہم لکھ رہے ہیں صادق آتے ہوں۔ کیونکہ ایک ہی ارتفاق مختلف اقوام میں ان کے علوم اور عادات کے مطابق مختلف شکلیں اختیار کر لیتا ہے۔ رہا ایں ہمہ وہ سب شکلیں قاعدۂ کلی کے ماتحت آجاتی ہیں ۞

دوسری بات یہ ہے کہ ارتفاق اول کا معیار وہ حاجتیں ہیں۔ جو تمام انسان طبعی طور پر محسوس کرتے ہیں۔ اور ارتفاق دوم کا معیار یہ ابتدائی طبعی حاجتیں مع علوم تجربی اور اخلاق کے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس ۞

فائدہ ہژدہم [۱۸]

حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ:۔

ارتفاقات تمام اقوام میں پائے جاتے ہیں

واضح رہے کہ انسانی آبادی کا کوئی شہر اور دنیا کی معتدل مزاج لعمدہ اخلاق اقوام میں سے کوئی قوم حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر قیامت تک ان ارتفاقات سے خالی نہیں ہو سکتی۔ اور ان کے اصول ان تمام اقوام میں ہر زمانے میں اور ہر طبقے میں مسلّم رہے ہیں۔ بلکہ جو شخص ان اصولوں سے روگردانی کرے اس کی سخت مخالفت

Marfat.com

علی من عصاها اشد نكير ويرونها امورا ابدیہیة من
شدة شهرتها ۔

ولا يصد نك عما ذكرنا اختلافهم فی صور الارتفاقات
وفروعها فانفقوا مثلاً علی ازالة قتن الموتی وستر
سواتهم ثم اختلفوا فی الصور فاختار بعضهم الدفن
فی الارض وبعضهم الحرق بالنار ولا يصدنك ايضاً
مخالفة طائفتين احدهما البله الملتحقون بالبهائم
ممن لا يشك الجمهور ان امزجتهم ناقصة وعقولهم مخدوجة
وصار والیستدلون علی بلاهتهم بما يرون من عدم تقبيلهم
انفسهم تلك القصود والثانية الفجار الذين لو تصفح ما فی قلوبهم
ظهر انهم يعتقدون الارتفاقات لكن تغلب عليهم فيعصونها
شاهدين علی انفسهم بالفجور يزنون ببنات الناس واخواتهم
ويغارون فی بناتهم واخواتهم يكادون
يتميزون من الغيظ ويعلمون قطعاً
ان الناس يصيبهم ما اصاب
اولاء وان اصابة هذه الامور

کی باتیں اب ہر اقوام عالم میں اتنی شہرت پذیر ہو چکے ہیں کہ اب یہ جملہ اقوام کے نزدیک ایسے امور کا درجہ حاصل کر چکے ہیں جن کے لیے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہوتی ؛

اصول و فروع ارتفاقات ہم نے جو اصول بیان کیے ہیں، ان کے تسلیم کرنے میں ارتفاقات کی صورتوں اور شناختوں کے باہمی ظاہری اختلاف مانع نہیں ہو سکتا کیونکہ اصولی طور پر سب کا اتحاد ہے۔ مثلاً مردوں کی بدبو کو دور کرنے اور ان کی برہنگی کے چھپانے پر سب کا اتفاق ہے۔ اس کے بعد ان اصولوں کو عملی شکل میں لانے کی مختلف صورتیں اختیار کی گئی ہیں۔ مثلاً مردے کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے لیے کسی قوم نے دفن کرنا اختیار کر لیا کسی نے آگ میں جلانا ؛

مخالفین ارتفاقات کی حیثیت نیز دو قسم کے انسان ان ارتفاقات کی مخالفت کر سکتے ہیں۔ ان کی مخالفت ان اصولوں کے تسلیم کرنے میں سدِّ راہ نہیں ہو سکتی ؛

اوّل تو وہ نا سمجھ لوگ جو عقل و دانش کے اعتبار سے حیوانوں کے قریب ہیں سب لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کے مزاج ناقص اور عقلیں بگڑی ہوئی ہیں۔ ان لوگوں کی کم عقلی پر تمام دنیا اس بات ہی سے استدلال کرتی ہے۔ یہ نا سمجھ لوگ ان اصول ارتفاقات کے پابند نہیں ہیں ؛

دوسرے وہ لوگ ہیں جو جان بوجھ کر ان اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی ذہنیت کا تجزیہ کیا جائے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ یہ لوگ ارتفاقات کے تو قائل ہیں لیکن ان پر نفسانی خواہشیں غالب آگئی ہیں جن کی وجہ سے وہ ان کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اس طرح خود اپنے مجرم ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ مثلاً ایک طرف تو وہ دوسروں کی بہن اور بیٹی سے بدکاری کرتے ہیں لیکن کوئی دوسرا ان کی بہن اور بیٹی سے اسی فعل بد کا ارتکاب کر بیٹھے تو وہ غیظ و غضب کے مارے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ کسی نے ان کے ساتھ وہی سلوک کیا ہے جو وہ خود دوسروں سے کرتے ہیں۔ یہ لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ کام شہری زندگی

Marfat.com

مخلۃ بانتظام المدینۃ لکن یعمیہم الھوی وکذلک الکلام فی السرقۃ والغصب وغیرھما انتھی

(فائدہ ۱۹) قال الامام ولی اللہ فی حجۃ اللہ البالغۃ[1]

ولا ینبغی ان یظن انھم (الامم من بنی آدم) اتفقوا علی ذلک من غیر شیٔ بمنزلۃ الاتفاق علی ان یتغذی بطعام واحد اھل المشارق والمغارب کلھم وھل سفسطۃ اشد من ذلک؟ بل الفطرۃ السلیمۃ حاکمۃ بان الناس لم یتفقوا علیھا مع اختلاف امزجتھم وتباعد بلادھم وتشتت مذاھبھم وادیانھم الا المناسبۃ فطریۃ منشعبۃ من الصورۃ النوعیۃ فی امزجۃ الافراد

(فصل) ولو ان انسانا نشأ بادیۃ نائیۃ عن البلدان ولم یتعلم من احد رسما کان لہ لا محالۃ حاجات من الجوع والعطش والغلمۃ واشتاق لا محالۃ الی امرأۃ ولابد عند صحۃ مزاجھا ان یتولد بینھما اولاد وینضم اھل ابیات وینشأ فیھم معاملات فینتظم الارتفاق الاول عن آخرہ ثم اذا کثر والابۃ ان یکون فیھم اھل اخلاق فاضلۃ تقع فیھم وقائع توجب سائر الارتفاقات واللہ اعلم انتھی

---

[1] جلد دوم صد ۱۰۵

ے نظام میں خلل انداز ہیں۔ لیکن خواہشات نفسانی ان کو اندھا کر دیتی ہیں۔ چوری بدکاری اور غضب وغیرہ کو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہیے ؛

فائدہ نوزدہم ۱۹ حضرت حکیم الامت امام ولی اللہ دہلوی حجۃ اللہ البالغۃ میں فرماتے ہیں کہ :-

ارتفاقات پر اصولی اتحاد کیوں ہے ؟ یہ خیال غلط ہے کہ تمام اقوام عالم نے اصولی ارتفاقات پر یونہی اتفاق کر لیا ہے یہ تو ایسا ہی ہے جیسے مشرق اور مغرب کے لوگ ایک کھانے پر اتفاق کر لیں۔ کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی غلط استدلال ہو سکتا ہے ؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ فطرت سلیمہ یہ فیصلہ کرتی ہے کہ تمام اقوام نے ان اصول وار تفاقات پر اپنے مزاجوں کے اختلاف بستیوں کی دوری اور مذاہب اور ادیان کے مختلف ہونے کے باوجود جو اتفاق کیا ہے تو یہ اس مناسبت فطری کے باعث ہے جو تمام افراد کے مزاجوں میں صورت نوعیہ کی طرف سے آئی ہے ؛

فصل

اگر کوئی انسان کسی دور دراز بیابان میں پرورش پائے اور کسی سے کوئی رسم نہ بھی سیکھے تو بھی اسے بھوک، پیاس اور جذبہ جنسی کا احساس ضرور ہوگا اور اسے بیوی کی حاجت ہوگی۔ اگر ان دونوں کی صحت مزاجی قائم ہے تو لامحالہ ان سے اولاد بھی ہوگی پھر آگے بڑھ کر خاندان آپس میں ملکر رہیں گے تو ان میں معاملات بھی ہوں گے۔ اس طرح ارتفاق اول کی منزل ابتداءً پوری ہو جائے گی پھر اگر ان کی آبادی اور بڑھی تو لازماً ان میں اہل اخلاق فاضلہ پیدا ہوں گے اور ایسے واقعات یقیناً پیش آئیں گے کہ ارتفاقات کی سب منزلیں یکے بعد دیگرے طے ہو جائیں ؛

(فائدہ ۲۰) قال الامام ولی اللہ فی حجۃ اللہ البالغۃ[1]

واعلم انہ اذا اجتمع عشرۃ الاف انسان مثلاً فی بلدۃ فالسیاسیۃ المدینۃ تبحث عن مکاسبہم فانہم ان کانوا اکثرہم مکتسبین بالصناعات وسیاسۃ البلدۃ والقلیل منہم مکتسبین بالرعی والزراعۃ فسد حالہم فی الدنیا۔

وان تکسبوا بعصارۃ الخمر وصناعۃ الاصنام کان ترغیباً للناس فی استعمالہا علی الوجہ الذی شاع بینہم فکان سبباً لہلاکہم فی الدین ؛

فان وزعت المکاسب واصحابہا علی الوجہ المعروف الذی تعطیہ الحکمۃ وقبض علی ایدی المکتسبین بالاکساب القبیحۃ صلح حالہم ؛

وکذلک من مفاسد المدن ان ترغب عظماءہم فی دقائق الحلی واللباس والبناء والمطاعم وغید النساء ونحو ذلک زیادۃ علی ما تعطیہ الارتفاقات الضروریۃ التی لابد للناس منہا واجتمع علیہا عربہم وعجمہم فیکتسب الناس بالتصرف فی الامور الطبیعیۃ لتتأتی منہا شہواتہم فینتصب قوم الی تعلیم الجواری للغناء والرقص والحرکات

[1] جلد دوم صہ ۱۰۵

فائدہ بستم[۲۰]

حجۃ اللہ فی الارض امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغۃ میں فرماتے ہیں کہ:-

شہری زندگی کی تباہی کے اسباب

(۱) پیشوں کی غلط تقسیم

واضح رہے کہ جب کسی شہر میں باشندوں کی تعداد مثلاً دس ہزار ہو جائے تو سیاست مدینہ ان کے پیشوں سے بحث شروع کر دیتی ہے کیونکہ اگر اس آبادی کا بیشتر حصہ صنعت و حرفت اور نوکری چاکری میں لگ جائے اور مویشی کی پرورش اور زراعت میں مشغول لوگوں کی تعداد کم رہ جائے تو اس سوسائٹی کی دنیاوی حالت تباہ ہو جائے گی۔ اگر لوگ شراب کشی اور بت سازی کا پیشہ اختیار کر لیں تو لوگ خواہ مخواہ ان کا استعمال شروع کر دیں گے اور یہ امر ان کی دینی زندگی کی بربادی کا موجب ہوگا پس اگر پیشے اور پیشہ ور لوگ حکمت کے مطابق تقسیم ہو جائیں اور پیشہ وروں کو قبیح پیشوں سے روک دیا جائے۔ تو سوسائٹی کی حالت اچھی ہو جائے گی۔

(۲) عیش پسندی کی ترویج

ایسے ہی شہروں کی بربادی کے اسباب میں سے یہ ہے کہ بڑے بڑے لوگ ارتفاقات ضروریہ سے آگے بڑھ کر جن پر تمام دنیا کی اقوام کا اتفاق ہو چکا ہے، عمدہ زیورات نفیس لباس شاندار عمارات، لذیذ طعام اور عورتوں کے حسن وغیرہ کے پیچھے پڑ جائیں گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ وہی پیشے اختیار کر لیں گے جو امراء کی خواہشیں پوری کر سکیں۔ مثلاً لوگ دوشیزہ لڑکیوں کو ناچ گانے کی تعلیم دینے لگیں گے اور بعض انہیں بدن کی ایسی حرکات سکھانے لگیں گے جن کے دیکھنے سے دیکھنے والے کو لطف و لذت محسوس ہو۔ بعض لوگ

المتناسبة اللذيذة واخرون الى الالوان المطربة في الثياب وتصوير صور الحيوانات والاشجار العجيبة والتخاليط الغريبة فيها واخرون الى الصناعات البديعة في الذهب والجواهر الرفيعة واخرون الى الابنية الشامخة وتخطيطها وتصويرها فاذا اقبل جم غفير منهم الى هذه الاكساب اهملوا امثالها من الزراعات والتجارات واذا انفق عظماء المدينة فيها الاموال اهملوا امثالها من مصالح المدينة وجر ذلك الى التضييق على القائمين بالاكساب الضرورية كالزراع والتجار والصناع وتضاعف الضرائب عليهم وذلك ضرر بهذه المدينة يتعدى من عضو منها الى عضو حتى يعم الكل ويتجارى فيها كما يتجارى الكلب في بدن المكلوب وهذا اشد تضررهم في الدنيا واما تضررهم بحسب الخروج الى الكمال الاخروي فغني عن البيان وكان هذا المرض قد استولى على مدن العجم فنفث الله في قلب نبيه صلى الله عليه وسلم ان يداوي هذا المرض بقطع مادته فنظر رسول الله صلى الله عليه وسلم

Marfat.com

کپڑوں کے رنگنے اور ان پر حیوانات اور مناظر طبعی کی تصویریں بنانے اور عجیب و غریب نقاشی کرنے میں تخصیص پیدا کرنے کی کوشش کریں گے بعض لوگ سونے چاندی اور بیش قیمت جواہرات کی صنعتیں اختیار کر لیں گے۔ بعض لوگ بلند اور شاندار مکانات، کوٹھیاں اور محلات تعمیر کرنے کا پیشہ اختیار کر لیں گے۔ اور بعض ان میں طرح طرح کی نقاشی میں کمال پیدا کر لیں گے ؛

ان کے نتائج جب سوسائٹی کا بیشتر حصہ ان پیشوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، تو زراعت اور تجارت کے بنیادی پیشے یونہی رہ جاتے ہیں۔ اور جب شہر کے بڑے بڑے لوگ اپنا مال و دولت ان عیاشیوں میں صرف کرنے لگتے ہیں تو سوسائٹی کی اصلی ضرورتیں رہ جاتی ہیں۔ اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ مزدوری اور بنیادی پیشوں مثلاً زراعت، تجارت اور صناعت میں مصروف ہوتے ہیں۔ وہ تنگ حال ہو جاتے ہیں اور ان پر ٹیکسوں کی بھرمار ہو جاتی ہے ؛

شہر کو جو یہ بیماری لگتی ہے تو اس کا اثر اس کے تمام اعضا تک پہنچ جاتا ہے یہاں تک کہ سارا شہر بیمار پڑ جاتا ہے اور یہ مرض اس کے بدن میں اس طرح پھیل جاتا ہے جس طرح کتے کے کاٹے کے مریض میں کتے کا زہر۔

یہ تو دنیاوی نقصان کا بیان تھا۔ باقی رہا وہ نقصان جو انسان کو آخرت کی کمال حاصل نہ ہونے سے پہنچتا ہے۔ تو وہ ناقابل بیان ہے ؛

ایران کی مثال عجمی شہروں میں یہی مرض پھیل چکا تھا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل میں ڈالا کہ اس کا مادہ کاٹ پھینکنے سے کرے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو غور سے دیکھا۔ جن میں یہ خرابیاں پائی جا سکتی ہیں یا جو ان خرابیوں کے پیدا ہونے کا سبب بن سکتی ہیں مثلاً گانے والی لڑکیاں

الی مظان غالبیۃ لھذہ الاشیاء کالقینات والحریر والقسی وبیع الذھب بالذھب متفاضلا لاجل الصیاغات اوطبقات اصنافہ ونحو ذلک فنھی عنھا۔

رفائدہ ۲۱ قال الامام ولی اللہ فی حجۃ اللہ البالغۃ[1] اعلم ان العجم والروم لما توارثوا الخلافۃ قرونا کثیرۃ و خاضوا فی لذۃ الدنیا ونسوا الدار الآخرۃ واستحوذ علیھم الشیطان تعمقوا فی مرافق المعیشۃ وتباھوا بھا و ورد علیھم حکماء الآفاق یستنبطون لھم دقائق المعاش و مرافقہ فما زالوا یعملون بھا ویزید بعضھم علی بعض ویتباھون بھا حتی قیل انھم کانوا یعیرون من کان یلبس من صنادیدھم منطقۃ اوتاجاً قیمتھا دون مأۃ الف درھم اولا یکون لہ قصر شامخ و ابزن وحمام وبساتین ولا یکون لہ دواب فارھۃ وغلمان حسان ولا یکون لہ توسّع فی المطاعم وتجمل فی الملابس

---

[1] جلد اوّل صہ ۱۰۵

ریشم، سونے کے زیورات یا برتن اور کھوٹا سونا زیادہ مقدار میں دے کر کھرا سونا خریدنا تاکہ صاف کر کے اعلیٰ درجے کا سونا حاصل کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب باتیں منع فرما دیں:۔

فائدہ بست و یکم ۲۱

حضرت امام ولی اللہ دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ:۔

ایرانی سوسائٹی کی بربادی کے اسباب پر ایک تفصیلی نظر

واضح رہے کہ جب ایرانیوں اور رومیوں کو اپنی بین الاقوامی حکومت چلاتے صدیاں گزر گئیں اور دنیوی تعیش کو انہوں نے اپنی زندگی کا اصل بنا لیا اور یہ بھلا بیٹھے کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر کسی اعلیٰ طاقت کے آگے اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے اور ان پر ان کے شیطانی نفس غالب آ گئے، تو انہوں نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا کہ عیش پرستی میں گہری سے گہری باتیں سوچیں اور عیاشی کی زندگی پر تراشیں چنانچہ دنیا بھر کے عقلمند علماء ان کے درباروں میں آنے جانے لگے جو ان کے لیے عیاشی کی زندگی بسر کرنے کے نہایت پر تکلف طریقے ایجاد کرتے اور اس کے الہام کرتے رہے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے رہے اور اپنی عیاشیوں اور عیش پرستیوں پر فخر کرتے رہے، یہاں تک کہ ان امراء اور سرمایہ داروں کا یہ حال ہو گیا کہ جس کسی کے پاس ایک لاکھ درہم سے کم مالیت کا پٹکا یا ٹوپی ہوتی تھی اسے بخیلی کا عار دلایا جاتا تھا۔ ایسے ہی انہوں نے عالیشان سر بفلک محل، آرزن اور حمام بے نظیر باغیچے، باغ، سواری کے تماشی جانور، خوبصورت غلام اور حسین باندیاں اپنی زندگی کے لیے لازم قرار دے لیں اور زندگی کی ضرورت اصلی اسے ہی سمجھ لیا کہ صبح و شام عیش و نشاط کی محفلیں ہوں جن میں طرح طرح کے کھانے وسیع دسترخوانوں پر چنے ہوں اور خود لباس فاخرہ

وذکر ذلک یطول وما تراه من ملوک بلادک یغنیک عن
حکایاتهم
(فصل) فدخل کل ذلک فی اصول معاشهم وصار لا
یخرج من قلوبهم الا ان تمزع وتولد من ذلک داء عضال
دخل فی جمیع اعضاء المدینة وآفة عظیمة لم یبق منهم
احد من اسواقهم ورستاقهم وغنیهم وفقیرهم الا قد
استولت علیه واخذت تلابیبه واعجزته فی نفسه
واهاجت علیه غموما وهموما لا ارجاء لها
وذلک ان تلک الاشیاء لم تکن تحصل الا ببذل اموال
خطیرة ولا تحصل تلک الاموال الا بتضعیف الضرائب
علی الفلاحین والتجار واشباههم والتضیق علیهم فان
امتنعوا قاتلوهم وعذبوهم وان اطاعوا جعلوهم
بمنزلة الحمیر والبقر یستعمل فی النضح والدیاس و
الحصاد ولا تقتنی الا لیستعان بها فی الحاجات
ثم لا تترک ساعة من العناء حتی صاروا لا یرفعون رؤسهم
الی السعادة الاخرویة اصلا ولا یستطیعون ذلک و

اٹھارھویں صدی عیسوی میں دلّی کی حالت

غرض ملوک ایران و روم کی داستان باستان کہاں تک بیان کی جائے ہم تم اپنے زمانے کے پادشاہان دہلی کی جو حالت دیکھتے ہو وہی ان ملوک ایران و روم کی حالت کے قیاس کرنے کے لیے کافی ہے ؞

ان ملوک کے امرانہ زندگی کے یہ طور طریقے رفتہ رفتہ عوام کے نظام معاشی کے اصل اصول بن گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ سوسائٹی میں سے ان خرابیوں کا استیصال ناممکن ہو گیا اور اس کی یہی ایک صورت باقی رہ گئی کہ ممکن ہو تو یہ چیزیں لوگوں کے دلوں میں سے کھرچ کھرچ کر نکال ڈالی جائیں۔

بادشاہوں اور امیروں کی اس عیاشانہ زندگی سے سب سے خطرناک امراض پیدا ہو گئے جو حیات معاشری کے ہر شعبے میں داخل ہو گئے اور یہ حالت ایسی ہمہ گیر ہو گئی کہ وبا کی طرح ساری مملکت میں سرایت کر گئی۔ اس سے نہ بازاری بچا نہ دہقانی نہ امیر محفوظ رہا نہ غریب، یہاں تک کہ ہر شخص اس کی خرابیاں دیکھ کر مگر علاج نہ پا کر عاجز آ گیا اور ہمیشہ نہایت مالی مشکلات میں مبتلا ہو گیا ؞

ٹیکسوں کی بھرمار

اس ہمہ گیر اقتصادی مصیبت کا سبب یہ تھا کہ یہ سامان عیش و عشرت کثیر مال و دولت صرف کیے بغیر حاصل نہ ہو سکتا تھا اور مال خطیر کاشتکاروں اور تاجروں وغیرہ پر نئے ٹیکس لگاتے اور پہلے کے لگے ہوئے ٹیکس بڑھاتے کے سوا حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ پھر یہ ٹیکس لوگوں کو طرح طرح سے تنگ کر کے حاصل کیے جاتے تھے اور اگر وہ ٹیکس دینے سے انکار کرتے تو ان کے خلاف فوجی کارروائی کی جاتی اور گرفتار کر کے طرح طرح سے عذاب دیا جاتا تھا۔ اگر وہ کفایت شعاری کے ساتھ ٹیکس ادا کرتے رہتے تو ان سے ٹیکس وصول کرتے کرتے ان کو گدھوں اور بیلوں کے درجے پر پہنچا دیا جاتا جن سے آبپاشی، فصل کاٹنے اور [illegible] کام لیا جاتا ہے۔ اور جنہیں صرف اس لیے زندہ رکھا جاتا ہے کہ ان سے کام لیا جاتا ہے ؞

عوام کی حالت

اس تنگ حالی اور بے سروسامانی کا نتیجہ یہ نکلا [illegible] کہ یہ عوام

وربما كان اقليم واسع ليس فيهم احد يهمّه دينه ولم يكن ليحصل ايضاً الا بقوم ينكصون بتهيئة تلك المطاعم والملابس والابنية وغيرها ويتركون اصول المكاسب التى عليها بناء نظام العالم وصار عامة من يطوفون عليهم يتكلفون محاكاة الصناديد فى هذه الاشياء والالم يجدوا عندهم حظوة ولا كانوا عندهم على بال وصار جمهور الناس عيالاً على الخليفة يتكففون منه تارة على انهم من الغزاة والمدبرين للمدينة يترسمون برسومهم والايكون المقصود دفع الحاجة ولكن القيام بسيرة سلفهم وتارة على انهم شعراء جرت عادة الملوك بصلتهم وتارة على انهم زهاد وفقراء يفتضح من الخليفة ان لايتفقد حالهم فيضيق بعضهم بعضاً وتتوقف مكاسبهم على صحبة الملوك والرفق بهم

Marfat.com

ٹیکس ادا کرنے اور اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے کمانے کے سوا اور کوئی کام کر ہی نہیں سکتے چہ جائے کہ سعادت اُخروی کے متعلق کچھ سوچ سکیں اور رفتہ رفتہ ان میں اس طرح فکر کرنے اور سوچنے کا مادہ ہی فنا ہو جاتا ہے کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ ملک بھر میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں رہتا کہ وہ مادی اسباب کے حصول سے اوپر نظر اٹھا کر غیر مادی کائنات کے اصولِ حیات کے مطابق بھی کوئی حرکت کر سکے۔

انسانی معاشرت پر خطرناک اثر

اس فاسد نظام معاشی میں سامان معاشی جہاں مالِ خطیر کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہاں اس کے حصول کے لیے یہ بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ بعض لوگوں کو ان بادشاہوں کے لیے طرح طرح کے کھانے اور عیاشی میں مدد دینے والی دوائیں تیار کرنے اور لباس فاخرہ ایجاد کرنے اور عالیشان محلات بنانے کے پیشے اختیار کرنے پڑتے ہیں جن کی وجہ سے وہ پیشے رہ جاتے ہیں جس پر انسانی معاشرے کا مدار ہے۔

یہ مصیبت صرف بادشاہوں اور امیروں ہی کے طبقہ میں بند نہیں رہ جاتی۔ بلکہ رفتہ رفتہ عوام بھی جن کا واسطہ ان امیروں سے پڑتا ہے۔ اپنے امیر آقاؤں کی ریس کرنے لگ جاتے ہیں۔ ورنہ انہیں ان آقاؤں کی نگاہوں میں عزت و احترام حاصل نہیں ہوتا اور نہ ان کے درباروں میں قدر ہوتی ہے۔

بے کاری کی مصیبت

اسی طرح رفتہ رفتہ امیر و غریب سب لوگوں کا بار کفالت بادشاہوں پر پڑ جاتا ہے اور وہ ان سے روزینہ طلب کرتے ہیں مثلاً ایک طبقہ جنگ کے لیے جنگ جو باپ دادا کے نام سے وظیفہ خوری کرتا ہے دوسرا طبقہ مدبرین مملکت کے نام سے پرورش پانے لگتا ہے حالانکہ وہ خود اس سلسلے میں کوئی کام نہیں کرتے صرف اپنے باپ دادا کے نام کو بھناتے ہیں۔ ایک گروہ بادشاہوں اور امیروں کی ثناخوانی کرکے ان کے خوان کرم سے زندہ رہنا چاہتا ہے۔ کوئی صوفی درویشوں کا گروہ گدائی کے بہانے مالی استحصال کرتا ہے۔

وحسن المحاورة معهم والتلذذ منهم وكان ذلك هو الفن الذى تتعمق افكارهم فيه وتضيع اوقاتهم معه فلما كثرت هذه الاشغال تشبعت فى نفوس الناس هباب خسيسة واعرضوا عن الاخلاق الصالحة وان شئت ان تعرف حقيقة هذا المرض فانظر الى قوم ليست فيهم الخلافة ولا هم متعمقون فى لذائذ الاطعمة والالبسة تجد كل واحد منهم بيده امره وليس عليه من الضرائب الثقيلة ما يثقل ظهره فهم يستطيعون التفرغ لامر الدين والملة ثم تصور حالهم لو كان فيهم الخلافة ومالائها استخدموا الرعية وتسلطوا عليهم فقد عظمت هذه المصيبة واشتد هذا المرض متخذا عليهم الله والملائكة المقربون وكان رضاه تعالى فى معالجة هذا المرض بقطع مادته فبعث نبيا اميا صلى الله عليه

پھر ایسے لوگوں کی تعداد بڑھنے لگتی ہے یہاں تک کہ ایک دوسرے کے پیچھے تنگ حالی کا نمونہ بن جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ کسب معاش کے بہترین مفید ذرائع کے بجائے ان لوگوں کا ذریعہ معاش امرا کی مصاحبت اور ندیمی، چرب زبانی اور چاپلوسی رہ جاتا ہے۔ اہل فکر کے افکار انہی فنون لطیفہ میں دقیقہ سنجی کرنے میں وقف ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے اوقات عزیز انہی لغویات میں ضائع کرنے لگ جاتے ہیں۔

اخلاقی بربادی جب لوگ ہر وقت اس قسم کی لغویات میں مشغول رہنے لگتے ہیں تو ان کی ذہنیت خراب ہو جاتی ہے اور کمینہ صفتیں ان کے نفوس میں جمع ہو جاتی ہیں اور وہ اخلاق فاضلہ سے عاری رہ جاتے ہیں۔

ایک مثال اس مرض کی حقیقت معلوم کرنی ہو تو اس قوم کی حالت پر غور کرو جس نے ابھی بین الاقوامی غلبہ حاصل نہیں کیا۔ یہ وہ قوم ہے جس کے افراد ابھی کھانے پینے اور کپڑے لتے کے تکلفات میں نہیں پڑے۔ ایسی قوم کا ہر فرد خود مختارانہ زندگی بسر کرتا ہے وہ کمرشکن سرکاری ٹیکسوں کے بوجھ سے آزاد ہے۔ ایسے لوگ دینی اور ملی امور پر غور کرنے کے لیے کافی فرصت پاتے ہیں۔ اس کے بعد اس قوم کی حالت پر غور کرو جب اس میں بین الاقوامی سیاسی مرکزیت پیدا ہو جائے۔ اب وہ رعیت کو غلام بنا لیتے ہیں اور اس پر پورا پورا تسلط جما لیتے ہیں۔

عیاشانہ زندگی کا انجام: انقلاب غرض جب ایران اور روم کی سوسائٹی اس حالت کو پہنچ گئی اور انسانیت کی مصیبت بڑھتے بڑھتے مرض لا علاج ہو گیا تو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے ان سے ناراضی کا اظہار کیا اور مقرب فرشتوں نے بھی اسے ملعون قرار دیا۔ اب حکمت خداوندی کا تقاضا یہ ہوا کہ اس مرض کے علاج کا واحد طریق یہ ہے کہ اسے کاٹ کر نکال پھینکا جائے۔ اس مہم کو سر کرنے کے لیے ایک ان پڑھ

Marfat.com

وسلم لم یخالط العجم والروم ولم یترسم برسومهم وجعله میزانا یعرف به الهدی الصالح المرضی عند الله من غیر المرضی وانطقه ببغض معادات الاعاجم وقبح الاستغراق فی الحیوة الدنیا والاطمینان بها ونفث فی قلبه ان یحرم علیهم روس ما اعتادہ الاعاجم وتنافسوا بها کلبس الحریر والقسی والارجوان واستعمال اوانی الذهب والفضة وحلی الذهب غیر المقطع والثیاب المصنوعة فیها الصور وتزویق البیوت وغیر ذلک و تغنی بزوال دولتهم بدولته وریاستهم بریاسته وبانه هلک کسری فلا کسری بعدہ وهلک قیصر فلا قیصر بعدہ

فائدہ ۲۲ :- قال الامام ولی الله فی التفهیمات[له] واعلم ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم اجتمعت فیه خصلتان احداهما النبوة والثانیة سعادة قریش بسببه فالنبوة عمت کل الاصناف والاحمر والاسود مستویان فیما یرجع الی الفیض الذی هو من باب النبوة ولذلک لما اقتضت المصلحة الکلیة عموم سلطنة الترک الهمهم التدین بدین الاسلام

له جلد اول ص۲۰۳

نبی کو مبعوث فرمایا جو کبھی ایرانیوں یا رومیوں کے ساتھ مل جل کر نہیں رہا تھا اور نہ جس نے کبھی ان کے رسم و رواج اختیار کیے تھے چنانچہ اسے اپنے نزدیک عادات عالیہ وغیرہ صالحہ کی جانچ کا معیار بنایا اور اس کی زبان سے ایرانیوں وغیرہ کی عادات دنیا کی زندگی میں انہماک اور اس پر اطمینان سے بیٹھے رہنے کی سخت مذمت کرائی۔ اور ایرانیوں کی رسم و رواج کے اصول کو جن پر وہ فخر کرتے تھے حرام قرار دیا مثلاً ابریشم خالص اور حلوان ریشمی وغیرہ کے کپڑے پہننا سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا۔ ان کھرے سونے کے زیورات بنانا۔ تصویروں والے کپڑے پہننا اور مکانوں کو نقاشی سے سجانا وغیرہ نیز حکمت الٰہی نے فیصلہ کیا کہ اس نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کے ذریعے سے ان کے نظام کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس کی اقوام کی لیڈرشپ کے ذریعے سے ان کی بین الاقوامی لیڈرشپ مٹا دی جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کسریٰ رہا نہ قیصر اور ان کے ساتھ کسرویت اور قیصریت کا بت بھی ٹوٹ گیا۔

فائدہ ۲۱: حجۃ الاسلام امام ولی اللہ دہلویؒ "تفہیمات" میں فرماتے ہیں کہ: واضح رہے کہ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں دو خصوصیتیں جمع ہو گئی ہیں۔ (۱) نبوت اور (۲) آپ کے سبب سے قریش کی سعادت۔

آپ کی نبوت (خاتمیت کے) بہت اصناف پر مشتمل ہے اور آپ کے فیض نبوت سے سب سرخ و سیاہ یکساں فائدہ اٹھاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب حکمت الٰہی کی مصلحت کا تقاضا ہوا کہ ان لوگوں کی سلطنت عام طور پر پھیل جائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توجہ اسلام قبول کرنے کی طرف پھیر دی

Marfat.com

واما سعادة قریش فبسببها كانت خلافتهم الى زمان طويل والذى اعتقده انه ان اتفق غلبة الهنود مثلا على اقليم هندوستان غلبة مستقرة عامة وجب فى حكمة الله ان يلهمهم رؤساءهم الدين بدين الاسلام كما الهمهم الترك وذلك منشعب من عموم نبوته والعقاد كونه صاحب ملة وللنبى صلى الله عليه وسلم تارات فتارة يتكلم من جهة نبوته وتارة يتكلم من جهة كونه منشأ سعادة قريش اھ

قال العبد الضعيف: ابراهيم واسمٰعيل عليهما السلام دعا ربهما عند بناء الكعبة انشاء امة مسلمة من اولادهما ولأن يبعث نبى يعلمهم الدين ثانيا ففى سورة البقرة "اذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت واسمٰعيل ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ○ ربنا واجعلنا مسلمين لك ومن ذريتنا امة مسلمة لك وارنا مناسكنا وتب علينا انك انت التواب الرحيم ○ ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم اياتك ويعلمهم الكتاب والحكمة ويزكيهم انك انت العزيز الحكيم" ○ قلت: فالامة المسلمة من ذرية ابراهيم واسمٰعيل ليست الا قريش۔

قال الامام ولى الله فى باب اصلاح الجاهلية فى حجة الله البالغة "وكان بنو اسمٰعيل توارثوا منهاج ابيهم اسمٰعيل فكانوا

باقی رہی قریش کی سعادت تو اُن کی طویل حکومت کی وجہ ہی سعادت تھی میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ اگر کسی سیاسی انقلاب کا تقاضا یہ ہوا کہ ہند کے ہندو مستقل عمومی حکومت پیدا کریں تو یقیناً قانون الٰہی کا یہ فیصلہ ہوگا کہ ہندو لیڈر اسلام قبول کرلیں جیسے ترکوں نے قبول کرلیا تھا۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلعم کی نبوت کی عمومیت اور آپ کے صاحب ملت ہونے سے یہی بات پیدا ہوتی ہے ؛

حضرت نبی اکرم صلعم کے کلام کے ایک سے زیادہ پہلو ہیں کبھی تو آپ نبی ہونے کی حیثیت سے کلام فرماتے ہیں کبھی اس حقیقت سے کہ آپ قریش کی سعادت کا ذریعہ ہیں ؛

یادداشت ۱ — حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے کعبہ کی بنیادیں رکھتے وقت دعا کی تھی کہ ان کی اولاد سے پہلے تو ایک امت مسلمہ پیدا کی جائے پھر ان میں ایک نبی پیدا کیا جائے جو ان کو قانون الٰہی پڑھ سکھائے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ کے الفاظ یہ ہیں کہ :-

اذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔

(جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے تو انہوں نے دعا کی کہ اے پروردگار ہماری طرف سے اسے قبول فرما۔ تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے پروردگار! ہم دونوں کو اپنا مطیع اور فرمانبردار رکھ۔ اور ہماری نسل سے ایک امت مسلمہ پیدا کر ہمیں مناسک سکھا ہم پر رحمت کے ساتھ رجوع فرما۔ تو توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے نیز اے پروردگار! اس امت مسلمہ میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو تیرے احکام ان کو پڑھ کر سنائے اور انہیں قانون اور حکمت سکھائے اور ان کو پاک کرے۔ تو لیقیناً عزت اور حکمت دینے والا ہے۔

ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی ذریت سے قریش کے سوا اور کوئی امت پیدا نہیں ہوئی حضرت امام ولی اللہ دہلوی حجۃ اللہ البالغہ کے باب اصلاح الجاہلیۃ میں فرماتے ہیں کہ بنی اسمٰعیل کو اپنے

علی تلک الشریعة الی ان وجد عمرو بن لحی فادخل فیها اشیاء برائه الکاسد فتدل واضل وشرع عبادة الاوثان وسیب السوائب وبحر البحائر فهنالک بطل الدین واختلط الصحیح بالفاسد وغلب علیهم الجهل والشرک والکفر فبعث الله سیدنا محمداً صلی الله علیه وآله وسلم مقیماً لعوجهم ومصلحاً لفسادهم

قلت فالنبی صلی الله علیه وسلم کان مبعوثاً الی قریش اولاً وبواسطتهم الی الناس عامة"

قال الامام ولی الله فی کتاب الجهاد من حجة الله البالغه

ان الاولین من المهاجرین والانصار کانوا اسباب دخول قریش ومن حولهم فی الاسلام ثم فتح الله علی ایدی هؤلاء العراق والشام ثم فتح الله علی ایدی هؤلاء الفرس والروم ثم فتح الله علی ایدی هؤلاء الهند والترک والسودان"

فائدہ ۲۳ :- قال الامام ولی الله فی البدور البازغة کثر الضرر والفساد فی الارض من وجهین اختیار الناس الارتفاق الذی لا یناسبهم بحسب طباعهم اما لاستحسان له سابغ واما لاستنکاف من ترک الارتفاق الذی اختاره اباءه واقرانه ولقد برق علینا برق من العنایة الازلیة

جدامجد حضرت اسمٰعیلؑ کا طریقہ ورثے میں پہنچا۔ وہ اس شریعت پر عمل کرتے رہے تاآنکہ عمرو بن لحی پیدا ہوا جس نے اس میں بہت سی باتیں اپنی غلط رائے سے داخل کردیں چنانچہ وہ خود بھی گمراہ ہوا اور اس نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے بت پرستی کرنے، بتوں کے نام پر جانور چھوڑنے، اونٹنی کے بچے کا بحیرہ کرنے کی رسمیں ایجاد کیں جن سے وہ دین ضائع ہوگیا صحیح تعلیم ہی غلط تعلیم بن گئی اور رفتہ رفتہ بنی اسمٰعیل پر جہالت، شرک اور کفر کا غلبہ ہوگیا۔ اب خداتعالیٰ نے بنی اسمٰعیل کی کجیوں کو سیدھا کرنے اور ان کے فساد کی اصلاح کرنے کے لیے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا"۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سب سے پہلے تو قریش کے لیے ہوئی۔ اور ان کے واسطے سے ساری نوع انسان کے لیے ہوئی چنانچہ حضرت امام ولی اللہ دہلوی رح حجۃ اللہ البالغۃ کی کتاب الجہاد میں فرماتے ہیں کہ :-

"مہاجرین اور انصار کا پہلا طبقہ قریش اور ان کے اردگرد کے قبائل کے قبول اسلام کا موجب بنا پھر اللہ تعالےٰ نے ان کے ہاتھوں عراق اور شام فتح کرایا پھر ان عراقیوں اور شامیوں کے ہاتھوں فارس اور روم کی شہنشاہیتیں زیر ہوئیں اور ان کی مدد سے ہند، ترکستان اور علاقہ سوڈان فتح ہوا"۔ (مولانا عبیداللہ سندھی)

فائدہ ۲۳: حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ بدور بازغہ میں فرماتے ہیں کہ :-

"کسی ملک میں زیادہ زنمرد اور خرابی پیدا ہو جانے کے دو سبب ہوتے ہیں:

(۱) ایک تو یہ کہ لوگ ایسا ارتفاق اختیار کرلیتے ہیں جو ان کی طبیعتوں کے موافق نہیں ہوتا لیکن وہ اختیار یوں کرلیتے ہیں کہ یا تو وہ عوام میں بہت پسندیدہ خیال کیا جاتا ہے یا اس لئے اس ارتفاق میں پھنسے رہتے ہیں کہ ان کے باپ دادا نے اسے اختیار کیا تھا اور اب یہ اس لئے اسے ترک نہیں کرسکتے کہ سوسائٹی ان کے ترک کرنے پر ناک بھوں چڑھاتی ہے

المتمثلة فی الارتفاق الثانی بالفارسیة "اہل خاندان قدیم زیان کاران اند درآنہا شومی ہست" فلم نعرف تاویله حتی الظهر علینا الالہام ربانی کل امرئ مالم یجد ارتفاقه الذی یناسب طباعه لم یطمئن والثانی اشتراك الناس فی الارتفاق الثانی قبل ان یتم الارتفاق المتقدم وذلك مثل سعیهم فی تحصیل الجاه قبل ان یتم الارتفاق المنزلی اوصبرورتهم عیالاً علی الخلیفة وترکهم الارتفاق الاکتسابی انتھی

اللہ تعالیٰ کی عنایت ازلی کی طرف سے جو اجتماع انسانی کے ارتفاق دوم کی شکل میں متمثل ہوتی ہے ہم پر فارسی زبان میں ایک الہام ہوا جس کے الفاظ یہ ہیں :۔
اہلِ خاندان قدیم زیاں کاراں اند، ورآنہا شومی ہست" (قدیم خاندانوں والے گھاٹے میں ہیں۔ ان میں بدبختی ہے) اس الہام کی حقیقت ہم پر اس وقت تک نہ کھلی جب تک ہم پر یہ واضح نہ ہوا کہ جب تک کوئی شخص ایسا ارتفاق اختیار نہ کرے جو اس کی طبیعت کے موافق ہو۔ اس وقت تک وہ اطمینان قلب نہیں پا سکتا۔

(۲) دوسرا سبب یہ ہے کہ لوگ ارتفاقات کی ایک منزل پوری کیے بغیر دوسری منزل کے ارتفاقات شروع کر لیتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص ارتفاقِ منزلی تو پورا نہ کرے اور سوسائٹی میں جاہ و مرتبہ حاصل کرنے کے پیچھے لگ جائے یا ارتفاقِ اکتسابی اختیار کر کے بیت المال پر بوجھ بن جائے۔"

Marfat.com

قرآن حکیم

کی

حکیمانہ انقلابی تفسیر کا بے نظیر سلسلہ

آج دنیا ایک عظیم الشان عالمگیر انقلاب کے دروازے پر کھڑی ہے ۔ سرمایہ دار اور سرمایہ شکن طاقتوں کے دو متقابل کیمپ بن چکے ہیں ۔ نادار اور زردار ایک دوسرے سے نبرد آزما ہیں ۔ اس مسئلے کو انقلابی طریق سے حل کیا جا رہا ہے جس میں اجتماعی بغاوت اور جنگ لازم اجزا ہیں ۔ آج صرف اس مسئلے کے صحیح حل پر انسانی سوسائٹی کا امن اور انسانیت کی ترقی موقوف ہے ۔

اس بارے میں قرآن حکیم کیا کہتا ہے ؟ وہ سرمایہ داری اور سرمایہ شکنی میں کیا فیصلہ کرتا ہے ؟ رجعت پسندی اور انقلاب پسندی میں کس کا ساتھ دیتا ہے ؟ وہ جنگ اور امن کے متعلق کیا ہدایت دیتا ہے ؟ وہ انسانیت کے دوسرے تقاضوں کے متعلق کیا کہتا ہے ؟ وہ خدا پرستی کو انسانیت کا جزو قرار دیتا ہے تو اس کے تقاضے کس طرح پورے کرتا ہے ؟

ان سب باتوں کا پورا اور تشفی بخش جواب فقط امام الحکمۃ امام ولی اللہ دہلوی رح کے فلسفے میں مل سکتا ہے ۔ جنہوں نے قرآن و سنت کا گہرا مطالعہ کر کے صحیح اصول وضع کئے ۔ ان اصول کو امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی نے زمانہ حال کی انقلابی ضرورتوں کے پیش نظر گہری نگاہ سے مطالعہ کیا اور انہیں قرآن حکیم کی تفسیر میں استعمال کر کے دکھایا کہ قرآن آج کے مسئلوں کے متعلق کیا کہتا ہے اور اس کی تعلیمات کے مطابق یہ مسئلے کس طرح حل ہو سکتے ہیں ۔ وہ قرآن کی تعلیم کو انقلابی ثابت کرتے ہیں ۔ اس لئے پاکستان کے نوجوانوں کے لئے اس سلسلہ تفسیر کا مطالعہ اشد ضروری ہے ۔ اگر نوجوان مسلم انقلاب دور حاضرہ میں ایک ترقی کن جماعت

Marfat.com

۔ دنا کر سیاسیات و اقتصادیات عالم کی رہنمائی کرنا چاہتے ہیں تو اس سلسلہ تفسیر کا مطالعہ ان کے لئے ناگزیر ہے، صرف یہی ایک سلسلۂ تفسیر ہے جو زمانۂ حال کے تمام سوالوں کا صحیح جواب پیش کرتا ہے، جس کے مطالعے سے طبیعتوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے، اور قرآن کی عظیم الشان حکمت واضح ہوتی ہے ::

اس سلسلے میں اب تک مندرجہ ذیل سورتوں کی تفسیریں انقلابی سائنٹفک رنگ میں شائع ہو چکی ہیں :-

۱- قرآنی دستورِ انقلاب: یعنی سورۂ مزمّل اور سورۂ مدثر کی تفسیر ۲۵،۳ روپے

۲- قرآنی جنگِ انقلاب: یعنی سورۂ محمد (قتال) کی تفسیر ۷۵،۱ روپے

۳- قرآنی عنوانِ انقلاب: یعنی سورۂ فتح کی تفسیر ۲،۲۵ روپے

۴- قرآنی اصولِ انقلاب: یعنی سورۂ عصر کی تفسیر ۵۰،۰۰ روپے

۵- قرآنی فکرِ انقلاب: یعنی سورۂ اخلاص اور معوذتین کی تفسیر ۵،۷،۰۰ روپے

۶- قرآنی اساسِ انقلاب: یعنی سورۂ فاتحہ کی تفسیر ۲،۰۰ روپے

ناشران :- ادارہ حکمتہ اسلامیہ ۴۔ اردو بازار لاہور ۲

ملنے کا پتہ: ادارہ حکمتہ اسلامیہ - ۴ - اردو بازار - لاہور ۲

Marfat.com

اِدارۂ حکمتِ اِسلامیہ کی دیگر مطبوعات

اجتماعی دور کے مسائل اور ان کا حل فلسفہ امام ولی اللہ دہلوی کی روشنی میں

از محمد مقبول عالم بی۔ اے لاہور

اٹھارہویں صدی عیسوی سے تاریخ عالم میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا جس نے بے شمار اقتصادی عمرانی، سیاسی اور اخلاقی مسائل کو جنم دیا۔ اس صدی کے سر پر سلطان اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے چار سال پہلے ۱۷۰۳ء میں دہلی میں اسلام کا وہ بطل جلیل پیدا ہوا جس نے دنیا کو وہ فلسفہ دیا جس کی اس زمانے کو ضرورت ہے۔ اور جو خیر القرون کے اصولوں پر مبنی ہے۔ وہ حجۃ الاسلام امام ولی اللہ دہلوی ہیں۔ ان مسائل اور ان کے حل کا مختصر تعارف اس کتابچے میں پیش کیا گیا ہے ——— قیمت ۲۵ پیسے

مختصر تعارف حالات و فلسفہ امام ولی اللہ دہلوی (زبان انگریزی)

از شیخ بشیر احمد بی۔ اے لودیانوی

حجۃ الاسلام امام ولی اللہ دہلوی (۱۷۰۳۔۱۷۶۲ء) برصغیر پاک و ہند کے عظیم مفکر ہیں۔ آپ نے اس صنعتی اجتماعی دور کے شروع میں پیدا ہو کر وہ فکر و فلسفہ دیا۔ اور وہ انقلابی کارنامہ انجام دیا جس کی لہریں نہ صرف برعظیم پاک و ہند میں پھیلیں اور انہوں نے سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد مسلمانوں کے اندر غلبۂ اسلام کے لئے ایک عام بیداری پیدا کر دی۔ بلکہ دنیا کی تاریخ کے دھارے کا رخ بدل کر رکھ دیا۔ اور آئندہ بھی ان کے اثرات کئی صدیوں تک جاری رہیں گے۔ اس کتابچے میں امام صاحب کی زندگی کے حالات اور ان کے فکر و فلسفہ پر ایک مختصر تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔ قیمت ۲۵ پیسے

ملنے کا پتہ: ادارہ حکمت اسلامیہ ۲/۴۔ اردو بازار۔ لاہور

Marfat.com